ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ مارچ ۱۹۵۶

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

"بہشت کی کنجی"!

(از جناب خاموش مبلغ صاحب ملتان)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نماز بہشت کی کنجی ہے اور بہترین وضو نماز کی کنجی ہے۔ لہذا بہشت میں داخلے کے لئے نماز اور نماز کی صحت کے لئے بہترین وضو نہایت اہم ہے۔ ضروریات وضو میں سب سے اہم فرائض چار ہیں:-

(۱) منہ دھونا۔ پیشانی کے بالوں سے تھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک
(۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
(۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

سنت ۱۲

(۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) تین بار دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا (۴) مسواک کرنا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو میں مسواک کر کے نماز پڑھے تو ایک رکعت ستر رکعت کا ثواب رکھتی ہے (۵) تین بار کلی کرنا۔ (۶) تین بار ناک میں پانی ڈالنا (۷) داڑھی اور ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۸) ہر عضو کو تین بار دھونا (۹) ایک بار تمام سر کا مسح کرنا (۱۰) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۱) ترتیب سے وضو کرنا (۱۲) پے در پے وضو کرنا کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لیا جائے۔

مستحبات وضو ۵:- (۱) پاک اور اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۲) قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا (۳) وضو کے کام کو خود کرنا کسی دوسرے سے مدد نہ لینا (۴) ہر دائیں عضو کا پہلے دھونا (۵) گردن کا مسح کرنا۔

مکروہات وضو ۵:- (۱) ناپاک جگہ پر وضو کرنا (۲) وضو کے وقت دنیاوی باتیں کرنا (۳) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۴) خلاف سنت وضو کرنا (۵) پانی زیادہ بہانا۔

نواقض وضو:- وضو کو توڑنے والی مندرجہ ذیل چیزیں ہیں:-

پاخانہ۔ پیشاب۔ ریح۔ منی۔ مذی۔ کیڑے یا کنکری کا نکلنا خون پیپ کا نکل کر بہ جانا۔ منہ بھر کر قے آنا۔ آرام کر کے سو جانا مست اور بیہوش ہونا۔ نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔ اور بدن کے کسی مقام سے نجاست نکل کر بہ جانا۔

انتباہ:- واضح رہے کہ نماز کی حالت میں سو جانے یا اونگھ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وضو کے دوران وظائف لطف۔ وضو شروع کرے تو بعد بسم اللہ کے یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَھُوْرًا

ترجمہ:- شکر ہے اس خدا کا جس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔

غرغرہ کلی کرتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِکَ

(ترجمہ:- اے اللہ اپنے ذکر و شکر اور تلاوت قرآن مجید پر میری امداد فرما)

ناک میں پانی دیتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ۔ (ترجمہ:- خداوندا مجھے بہشت کی خوشبو سونگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سونگھا۔

منہ دھوتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔

ترجمہ:- خداوندا میرا چہرہ اس دن نورانی کر دینا جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی سیاہ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ترجمہ:- خداوندا میرا اعمال نامہ (قیامت کے دن) میرے دائیں ہاتھ میں ہو اور میرا حساب آسان ہو۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ وَلَا تُحَاسِبْنِیْ حِسَابًا عَسِیْرًا

(ترجمہ:- خداوندا میرا اعمال نامہ نہ میرے بائیں ہاتھ میں اور نہ پیٹھ کی طرف سے دینا اور نہ میرا حساب مشکل لینا۔

سر کا مسح کرتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ۔

ترجمہ:- اے اللہ میرے بال اور میرا چہرہ آگ پر حرام کر دے اور اس دن مجھے عرش کا سایہ نصیب فرما جبکہ کوئی تیرے سایۂ رحمت کے سوا نہ ہوگا۔

جب کانوں کا مسح کرے:-

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

ترجمہ:- اے اللہ مجھے ان لوگوں سے بنا جو سنتے ہیں اور نیکی پر عمل کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ

(ترجمہ:- اے اللہ میری گردن کو دوزخ کی آگ سے بچا لے۔

پاؤں دھوتے وقت:-

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ۔

(ترجمہ خداوندا پل صراط پر میرے قدموں کو اس دن قائم رکھنا جس دن پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔

وضو سے فارغ ہو کر تین بار کلمۂ شہادت پڑھے اور ایک بار سورۃ انا انزلناہ پڑھے اور آسمان کی طرف یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ○

ترجمہ:- خداوندا مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں سے بنا۔ تو پاک ہے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق تیرے سوا میں تیری کرم نوازی اور بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

دل میں اگر خلوص ہو سجدے میں ہو نیاز
پھر باعث نجات ہے مسلم تری نماز!

فہرست مضامین

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۴

سیٹو کانفرنس اور مسئلہ کشمیر

برطانوی وزیر خارجہ کے بیان سے جو انہوں نے ہندوستان میں دیا ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سیٹو کے کراچی والے اجلاس میں مسئلہ کشمیر پر بحث کو جائز اور ضروری خیال نہیں کرتے۔ اُن کے خیال کے مطابق بین الملکتی مسائل دو ممالک متعلقہ باہمی گفت و شنید سے طے کر سکتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے لئے اس سے بہتر موقع اور کون سا ہو سکتا تھا کہ اقوام عالم کے آٹھ مقتدر ممالک کے نمائندوں کو اپنے سب سے زیادہ اہم اور پیچیدہ مسئلہ سے روشناس کرائے اور ان کی تائید اور حمایت حاصل کرے اگرچہ برطانیہ نے اپنی روایتی چابک دستی سے بیک وقت دونوں ممالک (ہند و پاکستان) کو خوش کرنا چاہا تھا۔ یعنی ایک طرف وزیر اعظم ہند کو یہ یقین دلایا کہ وہ کشمیر کے معاملہ میں سیٹو کو دخل انداز نہیں ہونے دیں گے اور دوسری طرف وہ سیٹو میں کشمیر کے مسئلہ کو پس پشت ڈال کر شمولیت کر رہے تھے۔ لیکن دوسرے حلیف ممالک نے اس نام نہاد غیر جانبداری کا راز طشت از بام کر دیا۔ اور وزیر خارجہ برطانیہ کو کہنا پڑا کہ وہ اقوام متحدہ کے فیصلے کے مطابق کشمیر کے مسئلہ کو بذریعہ استصواب رائے طے کرانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر خارجہ آسٹریلیا کا موقف بہت واضح ہے۔ اور انہوں نے کھلے الفاظ میں پاکستان کے نقطۂ نظر کی تائید کی ہے۔

علاقائی دفاعی معاہدوں اور مجالس کے قیام کا واحد مقصد یہی ہوتا ہے۔ اگر معاہدہ میں شریک کسی ملک کے خلاف کسی بیرونی ملک یا دوسرے شریک ملک کی طرف سے جارحانہ کارروائی ہو تو دوسرے ممالک ہر طرح سے اس کی مدد کریں اور اس حملہ کو تمام ممبر ممالک پر حملہ تصور کریں۔ لیکن اگر کسی ایسی دفاعی مجلس میں اس خیال کی نفی ہے تو ایسی مجلس کا قیام لغو ہے اور اس سے بڑی توقع الوقتی ہو بھی نہیں سکتی۔ پاکستان کے نزدیک سب سے اہم اور خطرناک مسئلہ کشمیر اور افغانستان کا ہی ہے اگر اس کے حلیف ممالک ان مسائل کے بارے میں اس کی مدد سے قاصر ہیں تو پاکستان کو ایسی کونسل سے نکل آنا چاہئے۔ خیر شکر ہے کہ وہ ممالک جو اشتراکی زعماء کے حالیہ دورۂ ہند کے بعد اُن کے بیانات پر بھی خاموش رہے تھے۔ وہ حق و انصاف سے اغماض نہ کر سکے اور انہیں ہندوستان کی ہٹ دھرمی و ضد تسلیم کرنی پڑی۔ دوسری طرف ہندوستان کی یہ بے چینی کہ سیٹو کو کشمیر پر بولنا نہیں چاہیے تھا۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سیٹو کی کشمیر کے بارے میں قرارداد پر ہندوستان کی دلشکنی ہوئی ہو۔ لیکن ہندوستان جو خود کو سیاسیات عالم کا ماہر سمجھتا ہے اور ان میں اہم کردار ادا کرنے کا دعوے رکھتا ہے کیوں ایک حلیف ملک کی دوسرے حلیف ملک کی حمایت پر چیں بجبیں ہے۔ معاہدہ (خواہ وہ غلط ہو یا صحیح) کی رو سے شریک اراکین کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ دوسرے شریک ملک کے مسائل اور تفکرات میں حصہ لیں اور اگر ایسا ہوا ہے تو کون سی بات خلاف قانون یا یوں کہئے خلاف منشور اقوام متحدہ ہو گئی۔ دوسری طرف ہندوستان کے حق و انصاف کا یہ حال ہے کہ روسی لیڈروں کو آمادہ کیا گیا کہ وہ کشمیر کے بارے میں بیان دے کر برصغیر میں سرد جنگ کو ہوا دیں۔ حالانکہ ہندوستان روس کے ساتھ کسی دفاعی معاہدے میں بھی شریک نہیں ہے۔ اس لئے اگر بالکل غیر جانبدار ملک کو حق حاصل ہے کہ فریقین (ہند و پاکستان) کے معاملہ میں دخل اندازی کرے تو اُن ممالک سے یہ حق کیسے چھینا جا سکتا ہے۔ جو ایک فریق کے دفاعی معاہدہ کی وجہ سے حلیف ہیں۔ ہماری ناچیز رائے میں بہتر تھا کہ اگر زعمائے ہند خاموش رہتے اور صبر و سکون کا مظاہرہ کرتے۔

خبردار

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا آغاز ۲۳ مارچ کو ہو رہا ہے۔ اس دن کو منانے کیلئے حکومت کی طرف سے بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور بڑے بڑے جشن و جلوس کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں اگر یہ ملک آٹھ نو سال کے طویل عرصہ کے بعد ایک دستور مرتب کر سکا ہے۔ تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ خوشی و اطمینان کا مظاہرہ کرے لیکن ہم ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے وہ یہ کہ یہ دن "جمہوریہ اسلامیہ پاکستان" کے نام پر منایا جا رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس دن خود اسلام کے احکام کی توہین کی جائے۔ اس خدشہ کا سدباب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تعلیمات اسلامیہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(باقی)

حج کے لئے درخواستیں

حکومت پاکستان کے ایک اعلان میں عازمین حج سے کہا گیا ہے کہ وہ ۱۹ سے ۲۴ مارچ ۱۹۵۶ء تک اپنی درخواستیں حج بکنگ آفس کراچی کو ارسال کر دیں ۱۹ مارچ سے پہلے اور ۲۴ مارچ کے بعد وصول ہونے والی کسی درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ اگر درخواستیں مقررہ تعداد سے بڑھ گئیں تو حسب سابق قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کیا جائے گا۔

درخواست گورنمنٹ گزٹ سے ۱۹۵۶ء کیلئے منظور شدہ فارموں پر ہونی چاہئے۔

جو عازمین حج ۱۹۵۴ء اور ۱۹۵۵ء میں نشستیں حاصل کرنے میں ناکام رہے تھے انکے لئے علیحدہ نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں لیکن ان کو بھی درخواستیں گزارنی ہوں گی۔ ایک سال سے زائد عمر کے عازمین حج کو درخواست کے ہمراہ (۲۰۰) دو صد روپیہ پیشگی بذریعہ منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ بھیجنی چاہئے۔ جن عازمین حج کی ۱۹۵۵ء کی پیشگی انکی اپنی درخواست پر حج بکنگ آفس میں محفوظ کر لی گئی ہے اور انہیں اس کی اطلاع بھی مل چکی ہے وہ (۲۰۰) دو صد کی بجائے صرف ایک صد روپیہ بھیجیں ان کو اپنے ۱۹۵۵ء کے کیش رجسٹر نمبر کا حوالہ دینا چاہئے۔

دس سال کی عمر سے زائد مرد عازمین حج کو اپنی درخواست کے ساتھ کسی مجسٹریٹ کا تصدیق شدہ شناختی سرٹیفکیٹ یا اپنی تازہ ترین پاسپورٹ سائز کی دو فوٹو بھیجنی چاہئے۔ اس سال حج کے خرچ کا کم از کم تخمینہ (۱۳۰۰) تیرہ سو روپے کے لگ بھگ ہے۔

محسنۂ کائنات

(لال دین اخگر شاہ کوٹ)

(تیسری قسط)

قرآن مجید :- قرآن حکیم خدائے قدوس کا آخری پیغام ہے۔ یہ وہ عظیم المرتبت کتاب ہے۔ جو ادیان سابقہ کی ناسخ اور اپنی ابدیت کا آوازہ بلند اعلان کرنے والی ہے۔ انسانی ہدایت کا سامان جو اس صحیفۂ رب العزت میں مندرج ہے۔ کائنات کی کسی الہامی کتاب میں بھی موجود نہیں۔ عقل و خرد کے بنے ہوئے اصول تو آئے دن حرف غلط کی طرح مٹتے ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اگر ان کی ظاہری آب و تاب سے کسی حرمان نصیب کافر ازلی کی آنکھیں اس قدر خیرہ ہو جائیں۔ کہ اس کو آفتاب ہدایت کی روشنی میں آنکھ کھولنے کی ہمت نہ ہو۔ تو علیحدہ بات ہے۔ ورنہ قرآن عزیز کے احکام، مسلمات اصول، اوامر و نواہی، امثلہ اور قصص اس قدر فطرت انسانی کے قریب ہیں۔ کہ زبان تو زبان ہمارے جسم کا ہر رونگٹا اگر قدرت پروردگار سے اس کی صداقت پر شہادت دینے کے لئے بول اُٹھے۔ تو کچھ عجیب نہیں اس کا ایک ایک نقطہ ابتدا سے انتہا تک معارف و نکات کی سرمدی دنیا اپنے دامن میں چھپائے ہوئے ہے۔ یہ وہ گلشن ابد ہے۔ جس کے ہر پتے میں ہزاروں فردوس بریں اور جنت نعیم آباد ہیں۔ یہ وہ جام فطرت نما ہے۔ جس کے ہر قطرہ آب میں معرفت الٰہی کے سمندر ہمیشگی کی موجوں سے لہرا رہے ہیں۔ کسی لحاظ سے اس کا کوئی بدل ہے۔ نہ مثیل ہے۔ اور نہ ہی تا قیامت ہو سکتا ہے۔ اس کے حقائق دائمی۔ اس کے فضائل و اکرام قدسی۔ اور اس کے برکات و سعادت لازوال ہیں۔ اس کے مخالف ذلیل و رسوا اور اس کے خادم سرفراز و سربلند رہے ہیں اور رہیں گے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

آج ہمیں قرآن حکیم جیسی نورانی کتاب میں محسنۂ کائنات کے حقوق کا استقصاء کرنا ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ محسن حقیقی خالق ارض و سما نے نظام عالم کی اصلاح و بہبود کے لئے امن و آشتی کے کون سے قوانین بنائے ہیں۔ نوع بشر کو کون سے احکام خداوندی کا مکلف اور حامل بنایا گیا ہے۔ عبدیت کی تاکید کے ساتھ خدمت خلق کو کونسا درجہ حاصل ہے؟

اسلام کے حقوق کی بنیاد بڑی حد تک خدمت کی کمی بیشی پر رکھی ہے۔ کسی بچہ کی پیدائش سے لے کر زندگی اس کے گرد و پیش جو شخص خدمت اور تعاون کے لحاظ سے اس کے قریب تر ہو گا۔ وہی حقوق کے لئے ترجیح کا مستحق ہو گا۔ اسلام نے جس طریق سے بچے کو والدین اور پھر خصوصیت سے والدہ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انسانی پرورش اور تربیت میں جتنا کسی کا ہاتھ ہو گا۔ اتنا ہی اس کا حق زیادہ مانا جائے گا۔ مثلاً ماں بچہ کی پرورش اور پرداخت میں پیش پیش ہے۔ لہٰذا اسلام نے اس کے احسان و امتنان کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور اس کے ...... حقوق کو باپ کے حقوق پر بھی ترجیح دی ہے۔ اگرچہ بچہ کی نگرانی کا فریضہ گھر میں والدہ ہی کے ذمہ ہوتا ہے مگر باپ بھی اس مہم میں اس کا ہر وقت ہاتھ بٹاتا رہتا ہے لہٰذا قرآن عزیز نے اس کے احسان کو بھی فراموش نہیں کیا۔ بلکہ تاکید فرمائی۔ کہ اے انسان تیرے حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق تیرے والدین ہیں۔ سورۂ لقمان میں پروردگار عالم نے ان فضائل اور برکات کا ذکر فرمایا۔ جو حضرت لقمان پر نچھاور کی ہیں اور بعد میں بیان فرمایا ہے۔ کہ حضرت لقمان علیہ السلام کس طرح اپنی خداداد قدسی فہم و فراست سے لوگوں کی رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی طبیعت میں وہ کریم النفسی اور عزیمت موجود تھی۔ جو ایک مبلغ مامور من اللہ کی خصوصی صفات ہیں۔ اور پھر یہ صفات اور بھی نمایاں اور اجاگر ہو جاتی ہیں۔ جب سامعین اور حاضرین اپنے قریبی رشتے دار ہوں۔ اور پھر اپنے لخت جگر اور نور چشم کو ہدایت کرنے کے موقع پر تو انسان اور بھی دلی شفقت سے کام لیتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی اُن نصیحتوں پر غور فرمائیے۔ جب وہ نہایت مشفقانہ انداز سے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ ط یہ وہ مبارک پیغام ہے۔ جس سے ہر ہادئ قوم کی زبان گوہر بار ہوئی۔ یہ وہ درس توحید ہے۔ جو ہر شعبۂ حیات میں مرکزیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سے روگردانی ہر طرح کے حسنات سے محرومی اور ہر قسم کے انتشار کا باعث ہے۔ لہٰذا شرک کا بطلان اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ - کہہ کر فرما دیا حقیقت ہے۔ شرک وہ بیماری ہے۔ جو فطرت بشریہ کے تمام رگ و پے کو بیکار کر دیتی ہے۔ شرک وہ زنگار ہے۔ جس سے دل و دماغ کی درخشندہ دھاتیں خراب ہوتے ہوتے مٹی کے سیم زدہ ڈھیلوں سے بھی بدتر ہو جاتی ہیں۔ اور یہ وہ گندگی ہے جس سے روح انسانی کی کیفیت اس قدر متعفن ہو جاتی ہے کہ اس کی بدبو سے جن و انسان اور ملائکہ کو وحشت ہوتی ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی پند و نصیحت کا یہ اولین حصہ ختم ہوا۔ تو آپ نے تمدن و معاشرت کا درس تمام۔ اور اپنے بیٹے کے سامنے ارشاد خداوندی پیش کیا۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ۔ (اور ہم نے انسان کو والدین کے متعلق تاکید کی۔) توحید باری تعالیٰ کے بعد انسان کے دل و دماغ میں خدمت و اطاعت شگفتہ بذل و سخا اور ہمدردی و مؤانست پیدا کرنے کے لئے حقوق والدین کا ذکر نہایت ضروری سمجھا گیا۔ تاکہ معاشرے میں سلامتی اور فراوانی کا دور دورہ ہو ارشاد نبوی ہے۔ کہ "والدین کی دعاؤں کو اپنے حق میں قبول سمجھو۔" رشد و ہدایت سے بھری ہوئی اسلامی تعلیم نے خوش نصیب اور مطیع و منقاد انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے اور والدین کے حق میں خادم و جانثار بنا دیا۔ والدہ کی خدمت کا پیغام دیا تو ساتھ ہی اس کے احسانات کو دہرایا۔ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ (پیٹ میں رکھا اس کی ماں نے تھک تھک کر) ہماری روحوں میں والدہ کی بے لوث محنت اور خدمت کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہمیں وہ وقت یاد کرایا۔ جب ہمارے ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک اور کان ابھی وجود میں بھی نہیں آئے تھے۔ (اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی (بھلا تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکائی گئی) یہ انسانی وجود کی بنیاد ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر صراحۃً آیا ہے۔ تاکہ انسان خدا تعالیٰ کی شان خالقیت کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کی پرورش کا باعث اپنے والدین کو بھی یقین کرے۔

حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ کا انداز بیان :-

والدہ کے مصائب اور شدائد کی پوری داستان کا حال ہے۔ اور ہمیں یاد کراتا ہے۔ کہ اگر ہمارے پیٹ میں ایک ذرہ وزن ثقیل ہونے کی صورت میں رہ جائے تو ہماری بے قراری اور چیخ و پکار کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مگر ماں ہے۔ کہ نہایت بردباری اور جانفشانی سے ہمارے وجود کا سیروں بوجھ رات دن اٹھائے پھرتی ہے۔ اگرچہ کھانے پینے میں بد اعتدالی پیدا ہو گئی۔ بیچاری کا چہرہ زرد پڑ گیا ہے۔ قدم بوجھل ہو گئے ہیں۔ راتوں کو بعض اوقات نیند نہیں آتی جسم میں تھکاوٹ اور نقاہت کا زور ہے۔ امتلا کی کیفیت طبیعت میں بیزاری پیدا کر رہی ہے۔ مگر یہ صبر و تحمل کی دیوی ان تمام مشکلات کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب الحیض کے ضمن میں مُخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ کا باب باندھا ہے۔ انسانی پیدائش جس پر قرآن مجید مختلف مقامات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس کی وضاحت

(باقی صفحہ ... پر)

دستِ دعا بدرگاہِ کبریا

اس ننھے معصوم کی زبانِ حال سے جو ہاتھ میں قاعدہ لئے لڑکھڑاتا ہوا مسجد و مکتب کو جا رہا تھا

ہر خشک و تر کو مولا تیرا فقط سہارا — تیرا حضور کے منہ میں جس نے تجھے پکارا

پھولوں کے قہقہوں میں تاروں کی چشمکوں میں — ارض و سما میں ہر سو پیدا ترا نظارا

کس سے بچاؤں دامن کس پر نظر جماؤں — ہر خار و گل میں یکساں ہے تو ہی جلوہ آرا

تیری نظر میں یکساں بندہ ہو یا کہ آقا — تیرے کرم نے بندوں کو بارہا ابھارا

طوفانِ گمرہی نے گھیری ہے اپنی کشتی — ملاح بیخبر ہے اور دور ہے کنارا

میں کیا ہوں ہار بیڑے ہوتے ہیں سب کے دم میں — چشمِ کرم تری نے جس دم کیا اشارا

بحرِ کرم کا تیرے ننھا سا ہوں میں قطرہ — قربِ قمر عطا کر مجھکو بنا ستارا

علم و ہنر کا یکتا جوہر مجھے عطا کر — حکمت کے راز لب سے میرے ہوں آشکارا

اسلام کا سبق ہو ہر قول و فعل میرا — نورِ کتاب و سنت جس میں ہو جلوہ آرا

دنیا کی کلفتوں پر غلبہ مجھے عطا کر — عقبےٰ کی راحتوں سے چمکے مرا ستارا

قوم و وطن کے حق میں ہستی مری ہو نعمت — رنج و الم کسی کا مجھکو نہ ہو گوارا

علم و عمل کا ایسا دے مجھکو شوق مولا
زیبِ جبیں ہو تیرے سجدوں کا ذوق مولا

یادِ رفتگاں :—

الحاج مولانا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۱)

خواب، سیر، سرائے فانی ہے
زندگی کیا ہے اک کہانی ہے (ظفر)

میں جب کبھی عندالتذکرہ پچھلے زمانے کی باتیں کیا کرتا تو میرے فرزند یہ خواہش کرتے کہ میں اُنھیں قلمبند کر دوں۔ مگر میں دو وجوہ کی بنا پر ہمیشہ ٹالتا رہا۔ ایک تو یہ کہ سوانحِ عمری وہ شخص لکھ سکتا ہے، جو ابتدا سے ہی اس خیال میں مشغول رہا ہو اور روزانہ واقعات قلمبند کرتا جائے۔ دوسرے یہ کہ مجھ جیسے آئے دن لوگ پیدا ہو کر مر گئے۔ جن کا کوئی نام تک نہیں جانتا۔ مجھ میں کیا خصوصیت ہے کہ میری سوانح عمری لوگوں کے لیے سبق آموز ہو سکے۔ مگر برخورداروں کا اصرار بڑھتا گیا۔ چنانچہ وہ میرے پاس بیٹھ کر گھنٹہ دو گھنٹہ روزانہ جو کچھ میں لکھواتا قلمبند کرتے رہے۔ اس طرح چند ہی دنوں میں یہ مسودہ تیار ہو گیا۔

میری خصوصیت اگر ہو سکتی ہے تو یہ کہ میں کسی دینی یا دُنیاوی کام میں خدا سے ناامید نہیں ہوا اور اگرچہ میری صورت و سیرت کسی بھی قابل نہ تھی اور نہ ہے مگر اُس نے اس توکل کی قدر دانی فرما کر جو مجھے اُس کی ذات پر ہے۔ ہر ایک کام میں مجھے غیبی امداد دی۔

قرآن شریف کی آیت مبارک "وما خلقنٰکم عبثاً الخ" یعنی ہم نے تمھیں بے فائدہ نہیں بنایا۔ یہ نہ سمجھو کہ یوں ہی چھوٹ جاؤ گے" کے متعلق بارہا خیال آتا۔ کہ آخر میرے بنانے سے کیا حاصل ؎

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درخت سایہ دارم
بحیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

مگر اس کے راز وہی جانتا ہے۔ یہ اس کا خاص فضل ہے کہ اس نے مجھ سے انگریزی روزنامہ کا کام لیا۔ حالانکہ میں خود اس قدر انگریزی نہیں جانتا۔ لیکن اس قومی ضرورت کا احساس ضرور رکھتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف جو اس سے پہلے صرف دستی لکھے جاتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ بعض حمائل شریفوں کے بلاک بنوا لیے جاتے تھے۔ اسے میں نے فوٹو کے ذریعے قلم بنوا کر چھپوایا، جو خدا کے فضل و کرم سے بہت مقبول ہوئے۔ اور اب اس آخری عمر میں اُس نے دس بیس سال سے قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیر کی خدمت لے لی۔ اور پھر اس کی تکمیل کے لیے مجھے اس قدر وسعت بھی دی۔ کہ میں طباعتِ قرآن اور اس کے منافع سے ہسپتال قائم کر سکوں۔ جس میں غُربا کا علاج و دوا مُفت ہو سکے۔

خدا تعالےٰ کی عنایات ہمیشہ میرے شاملِ حال رہی ہیں۔ میں اُن کے شکریے کے لیے الفاظ نہیں پاتا۔ لیکن بالخصوص ان دوستوں کے لیے اللہ تعالےٰ کا بہت ہی زیر بارِ احسان ہوں۔ ایک تو یہ کہ اس نے تصنیف و تالیف کا ایسا کام عطا فرمایا کہ جس میں میری ذات کی نسبت دوسروں کا فائدہ زیادہ ہے اور دوسرا یہ کہ ایسی اولادِ صالح عطا فرمائی، جو اس زمانے میں بہت ہی بڑی قیمتی چیز ہے۔ خدا کے فضل سے کسی کو کوئی عِلّت نہیں۔ اور سب کے سب پابندِ شریعت، نماز گزار اور مخلوق کے خیر طلب ہیں۔ خدا انھیں اور سب مسلمانوں کو ایسی اولادِ صالح عطا فرمائے۔ کہ یہی حقیقت میں خیر جاری ہے۔ وما توفیقی الا باللہ ؕ

خاندانی حالات :- میرے والد بزرگوار راجپوت تھے۔ وہ بتاتے تھے کہ جب ہمارے مورثِ اعلےٰ نے اسلام قبول کیا تو ان کے تمام عزیز اور رشتہ دار ان سے ناراض ہو گئے۔ طرح طرح سے تنگ کرنے لگے کہ وہ آبائی دین میں واپس آجائیں لیکن اس مستقل مزاج اور ہدایت رسیدہ بزرگ پر ان کی دھمکیوں اور لالچ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے ان کی ایک نہ سُنی اور خدا کی ذات پر بھروسہ رکھا۔ جب عزیزوں نے دیکھا کہ دھمکیاں اور لالچ بے اثر ثابت ہو رہے ہیں تو آخری حربہ استعمال کیا۔ یعنی انھیں برادری سے خارج کر دیا۔ ان کی اراضیات چھین لیں اور اس قدر تنگ کیا کہ وہ ترکِ وطن پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ انھوں نے نقل مکان کر کے لاہور کے مضافات میں موضع نیاز بیگ میں سکونت اختیار کر لی۔ گو وطن اور عزیزوں کی یاد انھیں واپسی پر مجبور کرتی لیکن برادرانِ یوسف کا سلوک ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دیتا اور اسلامی اخوت کا رشتہ جس میں اب وہ مکمل طور پر منسلک ہو چکے تھے ان کے دل میں کہتا ؎

ہر ملک مِلکِ ماست کہ مِلکِ خدائے ماست

ہمارا خاندان موضع نیاز بیگ میں کتنا عرصہ مقیم رہا یہ بتانا مشکل ہے کیونکہ اس زمانہ کے کاغذات نہ تو موجود ہیں نہ ہی ان کا دستیاب ہونا ممکن ہے۔ تاریخ کا یہ عہد پُرامن نہ تھا۔ مغلیہ سلطنت کا چراغ اب ٹمٹما رہا تھا۔ وقت نے ان کا وقار ختم کر دیا تھا۔ مرہٹوں کی یلغاریں پنجاب تک پہنچ چکی تھیں اور خود لاہور کا صوبیدار سکھوں کی روز افزوں ترقی سے پریشان تھا۔ ان ایام میں جبکہ جان کی حفاظت کا مسئلہ اہم تھا۔ کاغذات کون سنبھالتا۔

میرے پردادا :- والد مرحوم کے دادا اچھوے خاں سے حالات کا سلسلہ شروع کرتا ہوں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہدِ حکومت میں ایک عہدہ دار تھے۔ چونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور ان کے عمائدین اور درباری لاہور شہر میں قیام پذیر تھے اس لیے میرے پردادا اچھوے خاں بھی نیاز بیگ کو خیرباد کہہ کر شہر میں مقیم ہو گئے اور اس طرح ہمارا خاندان لاہور میں آباد ہو گیا۔

میرے دادا :- میرے دادا کا نام میاں امام بخش تھا۔ بڑے اللہ والے۔ صوم و صلوٰۃ کے اتنے پابند کہ مینہ ہو یا آندھی۔ سردی ہو یا گرمی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتے۔ جمعہ کا دن تو خاص اہتمام سے گزارتے۔ نماز سے پہلے وعظ بڑے شوق سے سُنتے اور نماز ادا کرنے کے بعد دیر تک مسجد میں بیٹھے رہتے۔ ان کا زیادہ وقت علماء اور اہلِ طریقت کی صحبت میں بسر ہوتا۔ ان کی دلی آرزو تھی کہ ان کی اولاد علم و فضل سے آراستہ ہو۔ چنانچہ انھوں نے اپنے بیٹوں کو حتی المقدور تعلیم دلوائی۔

میرے نانا :- میرے نانا مولوی نجم الدین صاحب بڑے عالم اور روشن ضمیر بزرگ قریشی النسل تھے۔ اندرون دروازہ شیرانوالہ محلہ نوگھرا کے بازار میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے اس میں آپ امامت کے فرائض ادا کرتے تھے۔ مسجد کے ساتھ ہی ایک مکان میں ان کی سکونت تھی، جو ایک عورت نے انھیں دے رکھا تھا۔ ایک صبح مالکہ مکان نے خواب دیکھا کہ مولوی صاحب انھیں فرما رہے ہیں کہ میری قبر اسی جگہ بنے جہاں میری چارپائی ہے۔ وہ جانتی تھی کہ مولوی صاحب ایک خدا رسیدہ بزرگ ہیں اور ان کا خواب میں آنا خالی از علت نہیں تو وہ فوراً نوگھرا والے مکان پر پہنچی۔ یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ حضرت مولوی صاحب کا صبح چار بجے انتقال ہو چکا ہے۔ تب اُس نے اپنا خواب اہلِ محلہ کو بتایا۔ چنانچہ مولوی صاحب اسی جگہ دفن ہوئے۔ ان کے تھوڑے عرصہ بعد میری نانی صاحبہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور وہ بھی آپ کے قریب ہی مدفون ہوئیں۔ یہ قبریں اب بھی مسجد کے ساتھ ایک پختہ چاردیواری کے اندر موجود ہیں۔ مگر اس مکان کا نام و نشان نہیں۔

میرے والد :- میرے والد مولوی جان محمد صاحب مرحوم تھے۔ ان کا قد میانہ۔ رنگت میری طرح کھلی گندم گوں اور ریش مبارک سفید تھی۔ سر پر سفید عمامہ باندھتے۔ پرانی وضع کا آدمی تھا اور پشاوری شلوار پہنا کرتے تھے۔ ان کا شمار اپنے زمانہ کے مشہور عالموں میں ہوتا تھا۔ ان کے اُستاد بھی مشہور زمانہ عالم مرزا اکرم بیگ تھے۔

مرزا اکرم بیگ صاحب :- مرزا صاحب مرحوم مسجد وزیر خاں کی ڈیوڑھی کے گنبد والے بالاخانے پہ درس دیتے تھے۔ آپ علوم دینی میں فاضلانہ دسترس رکھنے کے علاوہ حافظِ قرآن بھی تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں لاہور، امرتسر اور قصور وغیرہ قریبی مقامات کے ممتاز مسلمان قرآن شریف کے ختم شبینہ کے لیے انھیں بلوایا کرتے تھے۔ ہر ختم کے بعد سوا ڈیڑھ سو روپیہ اور پچیس تیس دستاریں بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی تھیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مسئلہ مساوات کی تحقیق و تفصیل

نمبر (۴)

از جناب مولانا محمد علی صاحب خطیب سبھری مسجد لاہور

یہ حال تو طبقہ غیر مسلم کا ہے۔ جن میں اور مسلم میں حقیقۃً مذہب و دیانت بھی موجود ہے۔ اس میں بھی دیانت کے درجات متفاوت ہونے کی وجہ سے امتیازات خاصہ ہیں اور ان امتیازات کے احکام جداگانہ۔ اس اشتراک نے جو طبقۂ مسلم کے تمام افراد میں پایا جاتا ہے مساوات کو بھی احکام میں اس درجہ پہنچا دیا جو دوسرے طبقات میں نہیں تھا۔ لیکن ان امتیازات خاصہ کی وجہ سے احکام میں انفراد بھی ہے۔ مساوات کا حال تو یہ ہے :۔ کہ تمام مسلمانوں کو باہم بھائی قرار دیا گیا۔ جناب رسول اللہؐ ارشاد فرماتے ہیں :۔

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یُسلمہ المسلمون تتکافیٰ دماءھم یسعیٰ بذمتھم ادناھم۔

(ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی ظالم کے سپرد کر سکتا ہے۔ مسلمان کے خون باہم مساوی ہیں۔ ان کے عہد و پیمان کے لئے ان میں کا ادنیٰ بھی سعی کر سکتا ہے۔

تمام حقوق اسلامی میں مرد عورت آقا غلام کو یکساں رکھا گیا۔ ایک مسلمان مرد یا عورت۔ آزاد یا غلام تمام مسلمانوں کی طرف سے عہد و پیمان کر سکتا ہے۔ کسی کو امن دے سکتا ہے اور تمام مسلمانوں پر اس کی پابندی لازم و واجب ہے۔

امام و سلطان کو یہ بے شک اختیار ہے کہ اگر ایسا عہد کرنا یا امن دینا مصلحت مسلمین کے خلاف ہے تو اس کو رد کر دے۔ ان لوگوں کو اطلاع کر دے کہ ہم اس عہد و پیمان پر قائم نہیں ہیں۔ مگر یہ اختیار نہیں کہ باوجود اس عہد و پیمان کے بلا اطلاع خلاف عہد کچھ کر بیٹھے جب تک عہد باقی ہے اس کی پابندی واجب ہے۔ عہد و پیمان کو توڑے یا اس کی مدت شرائط میں کچھ ترمیم کرے۔ تو بعد اطلاع کرے ایک جگہ تو حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم

(انکے عہد کو اس مدت تک جو ان سے ٹھہری ہے پورا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء

(اور اگر تم کو کسی قوم سے خیانت و بدعہدی کا اندیشہ ہے تو عہد کو ان کی طرف پھینک دو برابر)

ان تمام ارشادات سے نتیجہ نکال لیا جا سکتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں نے بعض سخت دشمنانِ اسلام کو جنہوں نے حضور انورؐ کی ذات اقدس کو گزند پہنچانے اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑنے میں کسر نہ رکھی تھی۔ امن دیدیا اور آپ نے اس کو معتبر رکھا۔ اور باوجود اس مساوات کے تفاوت درجات دیانت کی وجہ سے امتیاز و انفراد کا سلسلہ بھی اسی طرح جاری رہا۔ جیسا کہ اوپر سے چلا آتا ہے۔ تفاوت درجات و دیانت کے بہت سے وجوہ ہیں ایک مسلمان عالم ہو دوسرا غیر عالم دونوں کا درجہ مساوی نہیں۔ عالم کا جو احترام و اکرام ہو سکتا ہے وہ غیر عالم کا نہیں۔

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

(کہدو تم کہ کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو ذی علم ہیں اور وہ جو ذی علم نہیں۔ ایک مسلمان صالح ہے ایک فاسق۔ صالح مسلمان کی شہادت اسلامی عدالتوں میں معتبر قابل قبول دوسرے کی شہادت مردود

یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔

(مسلمانو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لیکر آئے۔ تو خوب دیکھ بھال کرو۔ مبادا اس کی خبر پر اعتماد کر کے ناواقفی سے کسی قوم کو ضرر پہنچا دو۔ اور پھر اپنے فعل پر نادم ہو ؟

ایک مسلمان مظنہ تہمت ہے دوسرا نہیں۔ دونو کا حکم جداگانہ ہے۔ باوجود دونوں کے صالح ہونے کے موقع تہمت میں صالح کی شہادت معتبر نہیں رکھی جاتی۔ باپ کی شہادت بیٹے کے حق میں۔ بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں ایک مسلمان متبع سنت دوسرا مبتدع دونو کا حکم جداگانہ ہے متبع سنت کی توقیر و احترام ضروری ہے۔ مبتدع کی تکریم و احترام حرام ہے حدیث میں آیا ہے :۔

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام

(ترجمہ جس نے کسی بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کے گرانے میں اعانت کی)

ایک صاحب ورع و تقویٰ ہے جو ذرا ذرا سے شبہات اور مشتبہات سے پرہیز کرتا ہے۔ دوسرا ایسا نہیں ان دونو کا حکم جدا ہے۔ ہر ایک کے ساتھ معاملہ علیحدہ ہے۔ پھر علم و صلاحیت کے بھی درجات ہیں۔ اور ہر ایک درجہ اپنا امتیاز لئے ہوئے ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین شرف صحبت میں برابر سب کے سب قابل اقتداء

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

ترجمہ:۔ میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کا اتباع کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔

مگر بایں ہمہ فرق مراتب کیوجہ سے اندر امتیازات کا لحاظ رہا ہے۔ جناب باری عز اسمہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔

ترجمہ :۔ (جن لوگوں نے تم میں سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے برابر نہیں ہیں کہ یہ لوگ بڑے درجے والے ہیں۔ ان سے جنہوں نے بعد فتح کے مال خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ثواب کا وعدہ سب سے کیا ہے۔)

یہی وہ فرق تھا جس کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کو جبکہ ان میں اور حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ میں کچھ تیز کلامی ہونے لگی۔ یہ فرما کر جھڑک دیا

خالد دع عنک اصحابی۔

(خالد ٹھہرو۔ میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔) روک دیا خالدؓ بھی آپ کے اصحاب میں تھے۔ مگر اس درجہ میں نہ تھے۔ جس میں عبدالرحمن ابن عوفؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب وظیفہ عطا فرمایا۔ تو اسی فرق مراتب و درجات کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک کے لئے اس کے درجے کے اندازہ سے سالانہ عطا مقرر فرمائی۔ علماء میں ایک وہ ہیں جو راوی حدیث یا حافظ و جامع علم ہیں۔ مگر فقیہ نہیں اور پھر فقاہت کے درجات میں بھی تفاوت ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے :۔

رب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ

(ترجمہ: بہت سے وہ لوگ ہیں جو حامل و راوی فقہ ہیں۔ مگر خود فقیہ نہیں اور بہت ایسے ہیں۔ جو کہ خود بھی فقیہ ہیں۔ مگر اپنے سے زیادہ فقیہہ کی طرف فقہ پہنچاتے ہیں۔ فقیہ کو غیر فقیہ پر ترجیح دی گئی۔

من یرد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین

(ترجمہ:۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی فقاہت عطا فرماتا ہے)

ایک عالم درجہ اجتہاد کو پہنچا ہوا ہے۔ دوسرا نہیں ایک ایسا شخص جو گو مسائل ضروریہ سے واقف ہے مگر درجہ فقاہت و اجتہاد نہیں رکھتا۔ کسی واقعہ میں رائے دینے اور کسی کو مسئلہ بتلا دینے سے قابل مواخذہ ہو جاتا ہے بلکہ ایسا شخص صحیح مسئلہ بھی بتلا دے جب بھی قابل مدح نہیں اور فقیہ اور مجتہد اگر غلطی بھی کر جائے تو نہ صرف قابل درگذر ہے۔ بلکہ اس کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

ابو داؤد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ہم چند آدمی ایک مرتبہ سفر میں تھے۔ ایک شخص کے سر میں

پتھر لگ جانے کی وجہ سے زخم ہو گیا۔ شب میں احتلام ہو گیا۔ اس نے دریافت کیا کہ مجھے تیمم کر لینے کی اجازت ہے یا نہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا۔ کہ ہمارے نزدیک تو اجازت نہیں۔ کیونکہ تم غسل کر سکتے ہو۔ اس نے غسل کر لیا۔ اور یہی سبب اس کی وفات کا ہو گیا۔ جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

قتلوہ قاتلھم اللہ الا سالوا اذ لم
یعلموا انما شفاء العی السوال

(ترجمہ ان مفتیوں نے اس کو قتل کیا۔ جب ان کو معلوم نہ تھا۔ تو کیوں دریافت نہ کر لیا۔ ناواقفی اور عدم علم کا علاج یہ ہے کہ دریافت کر لیا جائے۔

حضرت معاذؓ کو جب قاضی یمن بنا کر بھیجا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم فیصلہ کیونکر اور کس اصول پر کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ کے موافق کروں گا اور جس معاملہ میں نص کتاب اللہ نہ ہو گی۔ تو سنت کے موافق کروں گا۔ اور جس کے متعلق سنت میں تصریح نہ ہو گی تو اپنی رائے و اجتہاد سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے سن کر ارشاد فرمایا:۔

الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ
(خدا کا شکر ہے۔ جس نے رسول اللہ کے رسول کو یہ توفیق دی۔)

اس واقعہ میں تو یہ فرمایا کہ ان لوگوں نے اس کو قتل کیا خدا ان کو قتل کرے۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھے۔ اور اس واقعہ میں حکم صریح سنت و کتاب کا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی رائے سے فتویٰ دینے کو کہا تھا۔ تو اس پر شکر ادا فرمایا۔ یہ محض اس فرق کی وجہ سے تھا کہ ان مفتیوں میں ابھی مادہ فقاہت و شرائط اجتہاد پورے موجود نہ تھے۔ اور حضرت معاذؓ میں یہ امور جمع تھے۔ فقاہت فی الدین و شرائط اجتہاد اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاخطاء فلہ اجر واحد۔

(جب حاکم حکم کرے اور اپنی پوری کوشش صرف کرے اور صحیح حکم دے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے اور خطا کرے تب بھی ایک اجر ہے)

در صورت صواب حاکم کو دو اجر ملتے ہیں۔ ایک اجتہاد کا اور دوسرا اصابت حق کا۔ اور در صورت خطا فقط اجتہاد کا۔ لیکن تب جبکہ اس میں شرائط اجتہاد موجود ہوں اور اگر شرائط موجود نہ ہوں کسی اجر کا مستحق نہیں۔ طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں بذیل شرح حدیث ہذا لکھا ہے۔

وھذا فیمن کان جامعاً لالۃ الاجتہاد عارفاً بالاصول عالماً وجوہ القیاس فاما من لم یکن محلاً للاجتہاد فھو متکلف ولا یعذر بالخطاء بل یخاف علیہ الوزر (انتہیٰ)

(ترجمہ:۔ یہ ارشاد ان لوگوں کے بارے میں ہے جو شرائط اجتہاد کے جامع اور اصول سے واقف قیاس کے عارف ہوں۔ جو محل اجتہاد نہیں تو وہ بے تکلف حکم دینے والا ہے۔ وہ خطا کی حالت میں معذور نہ سمجھا جائے گا بلکہ اس پر مواخذہ اور گناہ کا اندیشہ ہے۔

اس حدیث کے اشارہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ حاکم یا والی خواہ اس کی ولایت عامہ ہو یا خاصہ ہو۔ ایسا ہونا چاہیے۔ جس میں فقاہت و شرائط اجتہاد موجود ہوں۔ گو یہ شرط لازمی نہیں۔ امتیاز دیانت اور اس کے انفرادی احکام کی صدہا ہزار مثالیں ہیں۔ جن کو ہم بیان کر سکتے ہیں مگر اصلی توضیح کے لئے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں جب اشتراک و انفراد کی توضیح و تفصیل معلوم ہو چکی تو اب بطور نتیجہ معروضات سابق ہم عرض کرتے ہیں کہ جو لوگ بنی آدم یا ان کے کسی ایک نوع کے معاملہ میں مساوات کلی کے مدعی ہیں۔ وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ اول تو قطعاً ایسا نہیں ہو سکتا۔ نظام عالم اس صورت میں بالکل درہم برہم ہو جائے گا دوسرے خود ان مدعیوں کا عمل ان کے قول اور دعوے کی تردید کرتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس زمانہ میں جبکہ تسویہ حقوق بنی آدم کے بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔ امتیازی احکام کس قدر نمایاں ہیں۔ ان کے طرز عمل میں قوانین نظم و نسق میں۔ اصول مذہب میں اس امتیاز کو برابر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ اس میں ایک حد تک افراط کی نوبت آگئی ہے۔ قومیت و وطنیت کے وہ امتیازات بھی ملحوظ رکھے گئے ہیں جو کسی قانون عقلی اور اقتضاء مذہب میں داخل نہیں مگر اپنی شخصیت کو قائم رکھنے کے لئے ان کا التزام ضروری سمجھا گیا یہاں تک کہ ایک مذہب ایک ملت ایک قوم کے افراد ملکی لباس ملکی رسم و رواج کی پابندی کو لازم سمجھتے ہیں اس سے بڑھ کر سوسائٹی کے امتیازات ہیں۔ اور جنہوں نے امتیاز کو اس حد تک پہونچا دیا۔ کہ اشتراک و مساوات کی جڑ بنیاد سے اکھاڑ دینا چاہا۔ اور اپنی تشخصات کے مقابلہ میں دوسروں کی ہستی کو نابود کرنا چاہا۔ وہ تو تفریط کی اس حد میں پہنچ گئے۔ جو سخت مہلک اور نظام عالم کو برباد کرنے والا لازمی امر ہے۔ ایسی قوموں کے حالات سے تاریخیں بھری ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اپنے ابنائے جنس کو تفریحی مشاغل کے لئے طعمۂ سباع و بہائم بنانے کا معمول رکھا ہے۔ اس گروہ نے صنف نساء کو اس درجہ گرایا کہ گویا وہ نسل آدم نہیں ہیں۔ حقوق میراث وغیرہ سے ان کو محروم رکھا گیا۔ ان کے تصرفات جائز نہ رکھے گئے۔ شریعت اسلام نے دونوں پہلوؤں کو اعتدال سے سنبھالا۔ ہر ایک کی حد مقرر کر دی۔ ہر ایک کے احکام بتا دیئے۔ اشتراک کے پہلو کا اس حد تک لحاظ کیا۔ کہ کسی موقع پر اس کو نظر انداز نہیں کیا اور امتیاز کو بقاء نظام عالم و ترتیب احکام آخرت کے لئے لازم و واجب قرار دیا۔ اور اسی بنا پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لن یزال الناس بخیر ما تباینوا فاذا تساووا ھلکوا

(ترجمہ: آدمی ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے۔ جب تک ان میں فرق مراتب قائم رہے گا۔ اور جب سب برابر ہو جائیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔)

یہ ارشاد بالکل اصول فطرت کے موافق ہے اور گو لفظاً تباین میں دونوں قسم کے امتیاز تمدنی و دیانتی داخل ہو سکتے ہیں مگر بظاہر اس سے امتیاز تمدنی مراد معلوم ہوتا ہے۔ امتیاز دیانت کو ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

لا فضل لاحد علی احد الا بالتقویٰ

ترجمہ:۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ مگر جو فضیلت ہے وہ بربنائے تقویٰ ہے)

ظاہر ہے کہ نفی فضیلت ان حقوق و معاملات کی نہیں جن کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔ بلکہ دیانت کے اعتبار سے ہے۔ اور اس اعتبار میں تمام نوع بنی آدم مساوی ہیں۔ جو فرق ہوتا ہے۔ تقویٰ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور تقویٰ کی اصل بنیاد ایمان ہے اور اس کے بعد شعبہ ہائے ایمان سے تفوق مراتب ہوتا چلا جاتا ہے دلائل عقلیہ و شرعیہ۔ عرف عام۔ رسوم و عادات۔ تجربہ و مشاہدات سے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ بقائے نظام عالم اور ارتباط معاملات کے لئے اشتراک و انفراد دونوں کا وجود ضروری ہے۔ لیکن ابھی ایک مرحلہ اور طے کرنا باقی ہے۔ کہ معاملات معاشرت میں کسی ایک شعبہ کے اندر یا کسی خاص موقع و مقام پر مساوات کلی ممکن ہے یا نہیں۔ اور جیسا کہ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں۔ ......

......بعض ممالک امریکہ وغیرہ میں جو ایک خاص مقام کے اندر اس کی رعایت کی گئی ہے کہ وہاں مساوی طبقہ کے افراد آباد ہیں۔ یہ صورت قائم رہ سکتی ہے یا نہیں۔ سوم اس کو بھی طے کر دینا چاہتے ہیں۔ کسی ایک معاملہ میں مساوی حقوق حالات و معاملات ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند افراد میں ایسا اشتراک قرار پائے۔ کہ کسی کو کسی پر فوقیت یا امتیاز باقی نہ رہے۔ ایسی مساوات عقلاً بھی ممکن ہے اور وقوع ہو سکتا ہے۔ انسانی طبائع میں جہاں ہر قسم کی ترقی ذہنی و عقلی کا مادہ موجود ہے۔ وہاں فراغت و ثروت کی وجہ سے تفنن کا شوق بھی ہوتا ہے۔ کبھی تو ضرورت اس کی داعی ہوتی ہے کہ دو یا زیادہ افراد کسی معاملہ میں مساوی شریک ہوں۔ اور کبھی تفریحی مشاغل اس کے محرک بن جاتے ہیں۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے ابھی چند سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ دو نہایت قوی انجنوں کو لڑانے کا تماشا دیکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ لاکھوں روپیہ کا خون محض ایک تفریحی مشغلہ میں کیا گیا۔ امریکہ کے جس مقام پر ایسی مساوات جاری کی گئی ہے۔ ہم کو اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں کہ کن امور میں اس کا التزام کیا گیا ہے۔ اس لئے خاص اس کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر معلوم ہو جائے تو اپنا خیال عرض کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کہاں تک اصول فطرت تمدن اور معاشرت کے مطابق ہے۔ اور آیا ایسی مساوات قیام پذیر ہو سکتی ہے یا نہیں۔ مگر شریعت نے بھی ایک خاص شعبہ میں اس مساوات کی صورت ہم کو بتلائی ہے۔ شریعت کے احکام ضرورت پر مبنی ہوتے ہیں۔ تفریح و لہو و لعب کو اس کے اندر دخل نہیں ہوتا۔ تاہم حد جواز کے اندر تفریح طبع کی بھی اجازت ہوتی ہے اور کبھی تفریح خود ضرورت کی حد میں آجاتی ہے۔ اس لئے تفنن پسند طبائع بھی اس صورت سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ تمدن و معاشرت کے لئے

یعنی ضروری ہے کہ چند کس میں شرکت ہو۔ شرکت کی دو قسمیں ہیں۔ شرکت املاک۔ شرکت عقود۔ شرکت املاک یہ ہے کہ کسی مملوکہ جائداد میں شرکت ہو۔ خواہ وہ وراثتاً ملی ہو۔ یا کسی دوسرے ذریعہ سے ملک میں آئی ہو۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ : ——— ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء

معراج سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے اپنے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض ایسی خوبیوں سے ممتاز فرمایا ہے جو آپ کے سوا کسی پیغمبر میں بھی پائی نہیں جاتیں۔ ان خوبیوں میں سے ایک معراج شریف بھی ہے۔ اور یہ معراج شریف جس کا آج کے معروضات میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ معراج جسمانی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس وجود مبارک سے جس کی زیارت سے لوگ شب و روز مشرف ہوتے تھے حطیم (خانہ کعبہ کا غیر مسقف حصہ) سے براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے صحیح مسلم کی روایت میں ثابت عن انس سے مروی ہے۔ میں سواری پر سوار ہوا۔ اور بیت المقدس پہنچا۔ سواری کو اسی حلقہ سے باندھ دیا۔ جس سے انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے مسجد میں جاکر میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں جو یزید بن ابی مالک عن انس سے ہے اس میں نماز کے متعلق یہ تصریح ہے۔ میرے پہنچ جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اذان دی گئی اور اقامت کہی گئی۔ صفیں درست ہوئیں۔ میں انتظار میں تھا۔ کہ نماز کون پڑھائے گا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ بعد از نماز جبرئیلؑ نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی۔ میں نے کہا نہیں۔

جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ سب وہ انبیاء ہیں۔ وہ منجانب اللہ مبعوث ہو چکے ہیں۔"

معراج شریف کے متعلق چند ضروری عنوانات

(۱) معراج جسمانی تھا یا روحانی
(۲) معراج کا عقلی ثبوت
(۳) روایات معراج میں سالوں کا اختلاف
(۴) روایات معراج میں مہینوں کا اختلاف
(۵) نتیجہ اختلاف
(۶) معراج کے متعلق بعض خلاف شرع رسوم
(۷) تحفہ معراج
(۸) نعمتہائے تحفہ معراج۔

معراج جسمانی ہوا یا روحانی

خلاصہ عبارات مفسرین

عبارات مفسرین کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک دونوں کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کے اوپر حضور الٰہی جل شانہ اور عزّ برہانہٗ میں پہنچایا گیا اور یہی مذہب صحیح ہے۔ نہتا اس کے بہت تھوڑے مخالفین کی تعداد بہت قلیل ایک قیصوری ہوگی اور اس کا منشا بعض صحابہ کرامؓ (مثلاً حضرت عائشہؓ) کا قول ہے۔ لیکن اس کا جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ اسراء یعنی رات کو بیت المقدس کی سیر دو دفعہ آپؐ کو کرائی گئی ہے۔ ایک دفعہ خواب میں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور دوسری مرتبہ واقعہ معراج میں اور یہ سیر جو واقعہ معراج میں ہوئی ہے۔ یہ بیداری کی حالت میں ہوئی ہے۔ اسی لئے تو کفار مکہ نے انکار کیا تھا۔ اگر وہ لوگ بیداری کا واقعہ خیال نہ کرتے۔ تو کبھی اس واقعہ کو بعید از عقل نہ سمجھتے اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی عمارت کے متعلق امتحانی سوالات نہ کرتے۔

معراج جسمانی کا عقلی ثبوت

انسان کے دو جز ہیں۔ ایک جسم جس کی ترکیب عناصر کے اجزاء لطیفہ سے ہے۔ اس حصہ کے نشوونما کے لئے انہی اشیاء کی ضرورت پڑتی ہے جن کی ساخت عناصر سے ہے۔ اور دوسرا جز انسان کی روح ہے۔ روح کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ چار ماہ کے بعد جب اعضاء کی ساخت ماں کے رحم میں مکمل ہو جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک برقی طاقت اس بے جان جسم کے اندر گھستی ہے۔ اور وہ فوراً متحرک ہو جاتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے۔ گویا زندگی اس روح کے اثر کا نام ہے۔ بدن کے ڈھانچہ میں روح ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ۔ بلکہ تمام اقوال و افعال انسانی کا منبع نقطہ یہ روح ہے۔ جب یہ روح بدن انسانی سے خارج ہو جاتی ہے تو انسان مردہ بے کار اور سپرد زمین کرنے کے قابل سمجھا جاتا ہے تحریر سابق سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان دراصل اس روح کا نام ہے اور جسم عنصری اس کا آلہ کار ہے۔ ان دونوں کی نسبت انجن اور اسٹیم کی سی ہے۔ نقل و حرکت تو انجن کے پرزے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگر سٹیم نہ ہو تو انجن ایک انچ حرکت نہیں کرسکتا۔ یہی سٹیم جب زیادہ طاقتور ہو جائے تو انجن کئی انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑنے لگ جاتا ہے۔

بقیہ

اسی طرح جب انسانی روحانیت کا سٹیم زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک پہنچا سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسی کام کو اپنے کلمہ کن سے بے انتہا درجہ تک لے جا سکتا ہے۔ لہذا اگر انسان لوہے لکڑی اور آدمی کو دو میل کی بلندی تک آسمان پر اڑا سکتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی قدرت میں انہیں اشیاء کو دو کروڑ یا دو سنکھ میل بلکہ اس سے بھی زائد مسافت پر پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے۔

اختلاف روایات

معراج شریف کس سال ہوا

نمبر شمار	سال	حوالہ کتاب
(۱)	ہجرت سے چھ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری شرح بخاری باب المعراج
(۲)	ہجرت سے آٹھ ماہ پہلے ہوا	" " " "
(۳)	ہجرت سے گیارہ ماہ پہلے ہوا	" " " "
(۴)	ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا	فتح الباری عینی شرح بخاری
(۵)	ہجرت سے چودہ ماہ پہلے ہوا	فتح الباری
(۶)	ہجرت سے پندرہ ماہ " "	فتح الباری عینی شرح بخاری
(۷)	ہجرت سے سترہ ماہ " "	" " "
(۸)	ہجرت سے اٹھارہ ماہ " "	" " "
(۹)	ہجرت سے تین سال " "	عینی شرح بخاری
(۱۰)	ہجرت سے آٹھ سال " "	" "

معراج شریف کس ماہ میں ہوا

نمبر شمار	نام ماہ	حوالہ کتاب
۱	شوال	فتح الباری عینی شرح البخاری
۲	ذی الحجہ	" "
۳	ربیع الاول	" "
۴	ربیع الآخر	فتح الباری
۵	رجب	فتح الباری عینی شرح البخاری
۶	رمضان	فتح الباری

نتیجہ اختلاف

جو رسم و رواج حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو عمل میں لائے گئے۔ یا جن عبادات کو اس مبارک زمانہ میں عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپ سے صحابہ کرام نے سیکھے علیٰ ہذا القیاس ایسی چیزوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوسکتا۔ مثلاً فرضی روزے ہر ایک مسلمان ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک یہی سمجھتا اور کرتا آیا ہے کہ رمضان مبارک ہی میں رکھے گئے۔ لہذا کوئی شخص اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرسکتا۔ کہ روزے بجائے رمضان شریف کے ربیع الاول یا شعبان میں رکھے جائیں۔ لہٰذا برسوں اور مہینوں کے اختلاف مذکورہ سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ میں یا صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے میں معراج شریف کے نام سے کبھی تقریب کے

منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرور کائنات (فداہ ابی و امی) کی اس عزت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو۔ جو آپ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ نہیں بلکہ جائز نہیں جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفۂ معراج کے عنوان میں آئے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج شریف ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا بھی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیوں پر رنگین کاغذ منڈھے جاتے ہیں۔ جن میں چراغ رکھ کر رات کو ندہ دیوار پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں اس رسم کو کول جلانا کہتے ہیں۔ جو شخص ان رسموں کی مخالفت کرے اسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً آئمہ مساجد جاہلوں کی اس گالی سے ڈر کر ان کی مخالفت نہیں کرتے۔

تحفۂ معراج

برادران اسلام! معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا کہ آپ اپنی امت کے لئے بارگاہ جل مجدہٗ عزّ اسمہٗ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سچا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اسے قبول کرے اور اس تحفہ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا وہ گویا معراج شریف کی آسمانی برکت سے محروم رہنا چاہتا ہے۔

وعید تارک تحفۂ معراج

حضرت جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملانے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں یہ مضمون ہے کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا میرا دل نکالا گیا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی۔ جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اور جبرئیل (علیہ السّلام) مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کہ کیا آپ کو بلایا گیا فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا۔ وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا۔ یہ آپ کے والد آدم (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا! ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السّلام) موجود تھے۔ اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السّلام) ہیں۔ ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کہا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا یوسف (علیہ السّلام) کو پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ یوسف (علیہ السّلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اور اوپر لے چڑھے یہانتک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا۔ کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرائیل نے فرمایا یہ ادریس (علیہ السّلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ کہا گیا۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا ہارون (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا۔ یہ ہارون (علیہ السلام) ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیل اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب وہاں پہنچا تو موسےٰ (علیہ السلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا موسیٰ (علیہ السّلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے میں نے اُن سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں اُن کے پاس سے گذرا تو رو پڑے۔ اُن سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے اس لئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے بعد بھیجا گیا اس کی امت میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائے گی۔ پھر جبرئیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا۔ جبرئیل۔ اور آپ کے ساتھ کون ہے۔ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا ابراہیم (علیہ السّلام) کو وہاں پایا۔ جبرئیل نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم (علیہ السّلام) ہیں۔ ان سے سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا۔ صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبرئیل نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر دو دریا باطن۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہے فرمایا۔ دو باطن والے جنت کے ہیں دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا۔ اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبرئیل نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں (دربار الٰہی سے) لوٹ آیا۔ موسیٰ (علیہ السّلام) کے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مجلسِ ذکر

آج مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی اما بعد عرض یہ ہے کہ جس طرح ماں جسمانی طور پر بچے کی تربیت کرتی ہے۔ اسی طرح علمائے کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی علمی طور پر اور صوفیائے عظام روحانی طور پر تربیت فرماتے ہیں۔ انسان کے جسمانی مربی والدین۔ روحانی مربی صوفیائے عظام اور علمی مربی علمائے کرام ہیں۔ علمی تربیت سے علم دماغ میں آجاتا ہے۔ مگر اس کا رنگ روحانی تربیت سے چڑھتا ہے۔ علمائے کرام عجیب طریقہ سے علمی تربیت کرتے ہیں۔ پہلے صرف نحو پڑھاتے ہیں اور پھر باقی کتابیں ان کی تربیت سے جاہل عالم بن جاتے ہیں۔ اسی طرح صوفیاء عظام روحانی تربیت فرما کر غافل کو ذاکر بنا دیتے ہیں۔ قال کے مربی علمائے کرام اور حال کے مربی صوفیائے عظام ہیں۔ عالم پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ جب تک قال حال نہ ہو جائے۔ عالم بے عمل خلقِ خدا کی گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ کہتے ہیں، کہ جب مولوی صاحب ایسا کرتے ہیں۔ ہم نے ایسا کر لیا تو کیا ہرج ہے۔ یہ عقل کی دلیل نہیں ہے۔ اگر عالم کنوئیں میں چھلانگ لگائے گا تو کیا تم بھی لگاؤ گے؟

سندھ میں ایک بری رسم ہے۔ کہ اکثر رشتے تبادلے میں ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کے بیٹے ہی بیٹے ہوں۔ تو اس کو کوئی رشتہ نہیں دیتا۔ پھر وہ کراچی سے لڑکیاں خرید کر اپنے بیٹوں کی شادی کرتا ہے۔ میں جب سندھ جاتا ہوں۔ تو اس رسم کی مخالفت کرتا ہوں۔ اکثر مولوی بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اور لوگ ان کی دیکھا دیکھی اس رسم کی پابندی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جس طرح جاہل میں انانیت ہوتی ہے اسی طرح صحبت کے بغیر عالم کی بھی "میں" نہیں مرتی میں بہت گنہگار ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالٰے مغفرت فرما دیں۔ لیکن اللہ تعالٰے کا فضل ہے کہ اپنے دونوں مربیوں کی دعاؤں کی برکت سے مجھ میں انانیت نہیں ہے۔ مجھ سے آج تک کسی نے لڑکی کا رشتہ نہیں مانگا۔ لڑکی جب بالغ ہو جاتی تھی۔ تو ان کی والدہ مجھے بتلا دیتی تھی۔ تو مجھے جو نیک آدمی ملتا۔ اس سے شادی کر دیتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے ایک لڑکی کا نکاح جب ایک لوہار سے کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ تو میری بیوی مجھ سے کہنے لگی۔ کہ اس کا لوہاری تو نہ بنائیے۔ کم از کم کسی مولوی کو تو دیجئے وہ اسقدر تربیت یافتہ نہیں ہے اس لئے اس نے یہ بات کہہ دی۔

وہ لڑکا میرے درس میں آتا تھا۔ میں اس کو نیک سمجھتا ہوں۔ وہ باہر دیہات میں جا کر تبلیغ بھی کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد مولوی عبد المجید صاحب سوہدروی نے مجھے اپنے رشتہ کے متعلق خط لکھا۔ میں نے انہیں لکھا۔ کہ مجھ سے ملئے۔ وہ جب آئے تو میں نے لڑکی کی والدہ سے دریافت کر کے ان کتابوں کی فہرست بنائی۔ جو لڑکی نے پڑھی ہوئی تھیں۔ میں مولوی عبد المجید صاحب سے کہا کہ لڑکی یہ کتابیں پڑھی ہوئی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ مجھے اسکول کی پڑھی ہوئی لڑکی نہیں چاہیئے میں نے کہا۔ کہ اسکول میں نہیں پڑھی۔ اپنی والدہ سے پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ میں اپنی مستورات کو لے آؤں تاکہ وہ دیکھ لیں۔ میں نے کہا اس کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ پھر آپ کے گھر والے دیکھ لیں۔ میں نے کہا۔ انہوں نے دیکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میں نے ان کو بتلایا۔ کہ میری لڑکی ہے۔ انہوں نے کہا۔ مجھے منظور ہے۔ میں نے کہا۔ میں ابھی نکاح پڑھا دیتا ہوں اور لڑکی کو رخصت کر دیتا ہوں۔ وہ کسی جلسے پر کہیں جا رہے تھے۔ اس لئے کہنے لگے۔ کہ وہاں سے فارغ ہو کر پھر آؤں گا۔ اس کے بعد انہوں نے زیورات کپڑے اور برات کے متعلق پوچھا۔ تو میں نے جواب دیا کہ کچھ لانے کی ضرورت نہیں۔ اور اکیلے آئیے۔ یہ منگنی ہو گئی۔ مجھ میں کوئی کمال نہیں۔ یہ اللہ والوں کی دعا اور صحبت کا نتیجہ ہے۔ دو سال ہوئے۔ اسی طرح مولوی انور کی شادی کی۔ صرف براتی مولوی عبد المجید صاحب تھے۔ دولہا کا چھوٹا بھائی مولوی حمید اللہ ان کے پیچھے حکیم رشید احمد صاحب اور میں گئے۔ اور نکاح پڑھا کر لڑکی کو لے آئے۔ ولیمہ پر مولوی انور کی ساس نے بہت زور لگایا۔ کہ میری سہیلیاں آئیں گی۔ اس لئے فرنی زردہ پکایا جائے۔ اگرچہ اللہ تعالٰے نے مجھے اس کی توفیق دے رکھی تھی۔ لیکن چونکہ میں ہمیشہ سادگی پر زور دیا کرتا ہوں اس لئے میں نے اس کو صاف جواب دیا۔ کہ بازار سے نان منگوا کر اور سالن گھر میں پکوا کر کھلا دیں گے۔ اسی طرح مولوی حمید اللہ کی شادی پر کیا۔ مولوی عبد المجید صاحب کے کہنے پر صرف ایک آدمی کو ساتھ لے لیا۔ تاکہ اگر لڑکی والوں نے کچھ سامان دیدیا تو وہ اٹھا سکے۔

صحبت کے بغیر اہلِ علم کی بھی ہستی نہیں مرتی۔ ان میں بھی دنیاداروں والی آن اور شان ہوتی ہے۔ یہ تقریر تربیت کے لئے ہوتی ہے۔ تربیت کے بغیر انانیت نہیں آتی۔ ناموری اور شہرت سب چیزوں کی بھوک رہتی ہے۔ میرے پیش نظر صرف ایک چیز ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰے مجھ سے اور آپ سے راضی ہو جائے۔ اور آپ کے اعمالِ صالحہ کی برکت سے اللہ تعالٰے میری بھی نجات فرما دیں۔ اگر اللہ تعالٰے راضی نہ ہوئے۔ تو قیامت کے دن حضورؐ کے دروازے سے بھی دھکے ملیں گے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ اس قسم کے لوگوں کو فرشتے حضورؐ کے پاس جانے سے روکیں گے۔ تو آپؐ ان سے فرمائیں گے۔ اصحابی۔ اصحابی (میرے دوست ہیں۔ میرے دوست ہیں) آگے وہ فرشتے عرض کریں گے۔ اِنَّکَ لَا تَدرِی مَا اَحدَثُوا بَعدَکَ (آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کتنی نئی باتیں دین میں داخل کر لی تھیں) یعنی یہ آپ کا کلمہ تو پڑھتے تھے۔ مگر ان کا دین آپؐ والا دین نہ تھا۔ بلکہ ان کا دین اور تھا۔ صحبت کے بغیر نہ ہستی مرتی ہے اور نہ دنیا پرستی کی بیماری جاتی ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے ان کے ساتھ عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد رنگ چڑھتا ہے۔ تربیت کے بغیر بی اے اور مدارس عربیہ کے فاضل دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اولیائے کرام ہستی مسل کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ تو تمہید ہی تھی۔ میری آج کی تقریر کا عنوان ہے:—

مردہ انسانوں سے زندہ اور زندوں سے مردہ پیدا ہوتے ہیں

بعض الفاظ کئی زبانوں میں مشترک ہوتے ہیں۔ لیکن ایک زبان میں ان کے معنی کچھ اور ہوتے ہیں اور دوسری میں کچھ اور۔ مثلاً لفظ کھنڈ پنجابی اور سندھی دونوں زبانوں میں بولا جاتا ہے۔ لیکن پنجابی میں اس کے معنی قند سفید کے اور سندھی میں نہر کا بند ٹوٹنے کے ہیں ؏

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کہاں قند سفید اور کہاں نہر کا بند ٹوٹنا۔ اسی طرح ہماری اور اللہ تعالٰے کی اصطلاح میں بعض الفاظ مشترک ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ان کے اور معنی ہوتے ہیں اور اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلعم کے ہاں اور۔ ان میں سے دو لفظ ہیں زندہ اور مردہ۔ ہم اس کو زندہ کہتے ہیں۔ جو چلتا پھرتا۔ کماتا اور کھاتا پیتا نظر آئے۔ اور مردہ وہ ہے جو ان کاموں کے کرنے سے رہ جائے۔ اللہ تعالٰے اور حضورؐ کے ہاں زندہ وہ ہے جس کو ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا شدہ ہے۔ اور مردہ وہ ہے۔ جس کو یہ توفیق نہیں دی گئی۔ یعنی ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَن اَبِی مُوسٰی رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِی یَذکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِی لَا یَذکُرُہٗ مَثَلُ الحَیِّ وَالمَیِّتِ (متفق علیہ) (ترجمہ حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو

نہیں یاد کرتا۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے) مواحد زندہ اور مشرک مردہ ہے۔ بے نماز مسلمان بھی اذان سن کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے لیکن مشرک اس سے گھبراتا ہے۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ - (سورہ ص - رکوع ۱ پ ۲۳)

(ترجمہ - کیا اس نے سب خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے - بے شک یہ تو البتہ عجیب چیز ہے) حاکم دماغ ہوتا ہے - اگر وہ ٹھیک ہو تو مجال ہے کوئی بے نماز رہے۔ تحصیلدار نمازی ہو اور وہ دوسروں کو نمازی بنانا چاہئے۔ تو اس علاقہ میں کوئی بے نماز نظر نہ آئے گا۔ اسی طرح ڈپٹی کمشنر اگر لوگوں کو نمازی بنانا چاہے۔ تو اس کے ضلع میں کوئی بے نمازی رہ سکتا ہے۔ میری عمر ۱۷ سال کی ہے۔ اور ۳۸ سال سے لاہور میں رہتا ہوں۔ جن کی پیدائش کے وقت میں نے اذانیں کہی تھیں۔ وہ ایم بی۔ اے ہیں۔ ان میں سے بعض کمیونسٹ اور بعض مشرک ہیں۔ ان کے والدین نیک تھے۔

اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کی اصطلاح میں والدین زندہ تھے۔ اور اولاد مردہ ہے۔ زندوں سے مردے پیدا ہوگئے۔ جن کا کاروبار لندن تک تھا۔ بیمار ہوگیا۔ تو میں ان کی بیمار پرسی کے لئے گیا۔ ان پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ اگرچہ کچھ آرام آگیا تھا۔ لیکن چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ انہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بیوی کہتی ہے تو وہابی ہے۔ اس لئے روٹی نیچے نہیں پہنچاؤں گی۔ اوپر آکر کھاؤ۔ وہ خود درس میں آتے تھے۔ بیوی کو نہ لائے۔ اور نہ جو کچھ سنا۔ اس کو سنایا۔ یہ اس کی سزا ہے۔ اس بڑھیا کو دیکھو۔ جس کی ساری عمر گمراہی کھائی۔ اب اس سے یہ سلوک ہے۔

قرآن مجید کے اندر انقلابی طاقت موجود ہے۔ آپ میں اکثر اس بات کے گواہ ہیں کہ پہلے توحید و شرک۔ ایمان و کفر۔ حق و باطل اور سنت و بدعت میں تمیز نہ تھی۔ قرآن سننے سے انقلاب آگیا۔ اور پتہ ہے کہ ایمان یہ ہے کفر یہ ہے۔ میں اپنے ۲ر مارچ ۱۹۵۶ء کے خطبہ میں جو "خدام الدین" لاہور مورخہ ۹ر مارچ ۱۹۵۶ء میں چھپ چکا ہے۔ عرض کر چکا ہوں۔ کہ انسان کی تین حالتوں پر سوائے قرآن مجید کے کوئی کتاب نہیں بولتی۔ ماضی میں انسان کیا تھا حال اس کو کس طرح گذارنا چاہئے۔ تاکہ مستقبل کی زندگی کے مصائب سے نجات پاسکے۔ ان تینوں عنوانات پر فقط قرآن ہی بولتا ہے۔

مسلمان شرک کرتا ہے۔ لیکن شرک کو شرک نہیں سمجھتا۔ یہ شرک کو اگر شرک نہ سمجھے گا۔ تو خدا بھی اپنی غیرت سے دستبردار ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ عورت اگر بدکاری کو برا نہ سمجھے۔ تو کیا خاوند بھی اپنی غیرت چھوڑ دیگا۔ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں میں شرک اس لئے موجود ہے۔ کہ یہ قرآن مجید کی تعلیم نہیں حاصل کرتے۔ تعلیم قرآن کے بغیر عالم بھی مشرک ہوتے ہیں۔ وہ مشرکوں کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ بعض اوقات ماں باپ مردہ ہوتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اولاد قرآن کی صحبت میں آگئی۔ تو زندہ ہوگئی۔ نور قرآن آیا۔ اور آنکھیں کھل گئیں۔ قرآن کی تعلیم کے بغیر اچھے اچھے نیک اور شریف آدمی مشرک ہیں۔

جس طرح ہم چاہتے ہیں، کہ ہمیں اللہ تعالیٰ جو اولاد دے۔ وہ مردہ نہ ہو۔ بلکہ زندہ ہو۔ ادھر بھی یہی ہونا چاہئے۔ کہ ہماری اولاد کے سینے نور قرآن اور نور سنت سے منور ہوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اور حضورؐ کے ہاں وہ زندوں میں شمار کئے جائیں۔ اس آئینہ میں مسلمانوں کا منہ دیکھئے۔ کتنے ہیں جن کو یہ شوق ہے۔ کہ بیٹا یا بیٹی جب میٹرک پاس کرے۔ تو ساتھ قرآن بھی پڑھ جائے۔ الف اے کرے تو قرآن کے معانی بھی اسے آجائیں۔ کتنی تعلیم ہے۔ لڑکے۔ لڑکیاں سب تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مگر قرآن سے جہالت کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک کالج کی سات سو طالبات میں سے صرف پچاس ناظرہ قرآن پڑھی ہوئی تھیں۔ پھر کیا یہ مردہ نہیں ہیں۔ والدین نیک تھے۔ ان سے یہ مردے پیدا ہوگئے۔ آئندہ نسل میں اکثر بہت مردوں کی ہے۔ کتنے ہیں جن کو توحید اور شرک میں تمیز ہے؟ یہ باتیں سیکھنے سے آتی ہیں۔ لڑکی اگر اکیلی کراچی چلی جائے۔ تو لوگ کہتے ہیں بڑی قابل اور ہوشیار ہے۔

قیامت کے دن ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ تحصیلدار ڈپٹی کمشنر اور کمشنر سے پوچھا جائے گا۔ کہ میرا دین کہاں تک سکھلایا تھا پروفیسر عبداللہ یوسف علی مرحوم جب اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل تھے۔ تو سب پروفیسروں کو حکم تھا۔ کہ نماز جمعہ ادا کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (متفق علیہ)

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار تم سب راعی ہو اور تم سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائیگا پس امام لوگوں کا راعی ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور عورت محافظ ہے اپنے شوہر کے گھر کی اور اس کے بچوں کی اور اس سے اس کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر راعی سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائیگا۔)

قیامت کے دن خاوند سے پوچھا جائیگا۔ کہ بیوی بچوں کو دین سکھلایا تھا۔ بیوی سے بھی پوچھا جائیگا کہ نوکروں اور بچوں سے میرے احکام کی کہاں تک تعمیل کرائی تھی۔ حضورؐ فرماتے ہیں مَنْ نُوْقِشَ فِی الْحِسَابِ فَقَدْ هَلَكَ: (ترجمہ - جس کے حساب میں جرح کی گئی۔ تحقیق وہ ہلاک ہوگیا۔)

اس آئینہ میں مسلمانوں کا منہ دیکھئے۔ کہ کتنے بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی ذمہ داری کو نبھانے اور اپنی اولاد کو زندہ یعنی ذاکر بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بقیہ خطبہ :- (صفحہ ۱ سے آگے)

پاس سے گذرا۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے فرمایا۔ تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ (خدا تعالیٰ کی قسم ہے) میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے۔ اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس لوٹ کر آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرما دیں۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے ہاں لوٹ آیا پھر ایسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر میں لوٹ کر موسےٰ (علیہ السلام) کے ہاں آیا۔ پوچھا۔ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا۔ روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں۔ اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب میں آگے گذرا ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر دیا۔ اور اپنے بندے سے تخفیف بھی کر دی (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین!

اسلام کا معیار پاکیزگی

از جناب عبدالرشید عباسی صاحب والا جھاؤنی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص محبوب و برتر ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے کہ طہارت و پاکیزگی اسلام کا مخصوص جوہر، اور افضلیت کی دلیل ہے - حکم باری " وگو ہم نے، تمہیں ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم و حوا) سے پیدا کیا - پھر تمہارے قبیلے اور برادریاں بنائیں - تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو.......

...... لیکن تم میں سب سے زیادہ باعث عظمت (اور شریف) وہ ہے جو تم میں بڑا متقی ہے اور (پرہیزگار) ہے - بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے (یعنے دنیاوی ثروت اور عزت کوئی چیز نہیں) (پارہ حم سورہ حجرات) اسلام چونکہ عین فطرت کے مطابق ہے اس لئے وہ خاندانی - ملکی - ذاتی اور نسبی فخر و غرور کو مٹا کر انسان کو حقیقی انسانیت کی طرف مائل کرتا اور منہیات شرعی سے نفرت دلاتا ہے - طہارت و پاکیزگی سے انسانی طبع پر نہایت خوش گوار اثر پڑتا ہے - روح میں لطافت - دل میں نورانیت خیالات میں وسعت اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور رجاریہ کے علمبردار یورپ کی صفائی اور نفاست حفظِ صحت کی کلید کہتے ہیں - اس لئے کہ مغرب میں، لباس، جسموں اور مکانوں کی صفائی پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے - مگر معیار صفائی اتنا بلند ہے کہ ادنےٰ درجے کے لوگ اسے اپنا نہیں سکتے -

گو بظاہر چمک دمک، صفائی اور ستھراپن جاذب نظر اور فریب کن ہیں - فریب کن اس لئے کہ باطنی پاکیزگی کا تصور بھی نہیں -

مثلاً، بول و براز سے کوئی اجتناب نہیں، مطبخ خانے کو گوبر سے لیپ لینا، کتے کو گود میں بٹھانا ساتھ لے کر سونا بیت الخلاء سے فراغت کے بعد بغیر آبدست کئے ٹب میں بیٹھ جانا اور اسی پانی سے کلیاں کرنا وغیرہ تہذیب جدید کا طرۂ امتیاز ہیں -

اسلام نے نفاست و طہارت کے جو احکام جاری کئے وہ بغیر کسی دشواری کے عمل میں لائے جا سکتے ہیں مثلاً سب سے بڑی غلاظت پیشاب کے چھینٹوں اور قطرات سے بچنے کے متعلق ایک حدیث ہے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے - اس لئے پیشاب کے چھینٹوں سے بہت احتیاط کرو - اس لئے حکم ہے کہ :-

(۱) پیشاب کے لئے بیٹھو تو اونچی جگہ پر بیٹھو -

(۲) ایسی زمین پر پیشاب کرو کہ جہاں سے چھینٹا اڑ کر بدن اور کپڑوں کو آلودہ نہ کرے -

(۳) جس طرف سے ہوا آ رہی ہو اس طرف رُخ کر کے پیشاب نہ کرو - کہ ہوا سے چھینٹے اڑ کر اس طرف آئیں -

اللہ اکبر یہ شدت احساس، آپ نے جو معیار صفائی پیش فرمایا وہ اپنی نوعیت میں دنیا کے نظام صفائی سے بلند و بالا ہے -

بول و براز کے علاوہ خون، شراب، کیچڑ وغیرہ کے چھینٹے اگر لباس پر پڑ جائیں - تو اس کپڑے کو تین بار پاک ہاتھوں سے دھونے کا حکم دیا گیا - مخلوق خدا میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی - اس لئے حکم دیا کہ لباس خواہ پھٹا پرانا ہی کیوں نہ ہو - مگر اسے صاف رکھو - شکستہ حالت میں ہو تو اسے سی لو - نیم عریاں حالت میں نہ رہو - ناپاک اشیاء اور جانوروں سے بچتے رہو - جسم اور لباس کی صفائی سے صحت بھی متاثر ہوتی ہے - سادہ اور صاف غذا سے خیالات پراگندہ نہیں ہوتے - یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ پر تکلف اور قیمتی لباس غرور و تکبر کو جنم دیتا ہے، برخلاف اس کے سادہ لباس سے مزاج میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے - غرض لباس اور جسم کے علاوہ مکان کی صفائی کی تاکید فرمائی - فرمایا لوگوں کے راستے یا بیٹھنے کی جگہ پر غلاظت نہ ڈالی جائے - "حدیث" حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں کے راستے میں پاخانہ کیا - اس پر اللہ تعالےٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے - (طبرانی و البیہقی)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ لعنت کی تین چیزوں سے بچو - صحابہؓ کرام نے دریافت کیا وہ تین چیزیں کیا ہیں - فرمایا :- پانی کے گھاٹ یا راستہ یا سایہ کی جگہ میں (جہاں لوگ لیٹتے بیٹھتے ہوں) (پیشاب) پاخانہ کرنا - (مسند احمد) نفاست پسندی کی یہ حوصلہ افزائی قابل ذکر ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ "میرا دل چاہتا ہے کہ میرا لباس، مکان حتیٰ کہ میرا جوتا بھی صاف اور اچھا ہو سر میں تیل پڑا ہو - خوشبو لگی ہو - فرمایا یہ خواہش بہت اچھی ہے - خدا ذات جمال واللہ جمیل ویحب الجمال"

ایک مرتبہ حضرت عمر نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے جسم پر اچھا اور نفیس لباس ہو کیا یہ غرور و نخوت کی دلیل میں آتا ہے -

فرمایا نہیں - یہ نظافت و نفاست ہے - اور اللہ تعالیٰ اسی نفاست کو پسند فرماتا ہے - آپ روزانہ غسل فرماتے - پانچوں وقت وضو کرتے - بالوں کو کبھی بکھرا ہوا نہ رہنے دیا - ان میں تیل لگاتے - دن میں کئی کئی بار مسواک فرماتے - جسم اطہر پر معمولی لباس جس میں کئی کئی پیوند لگے رہتے تھے - مگر یہ کبھی نہیں ہوا کہ شکستہ اور میلی حالت میں بھی لباس زیب تن رہا ہو - خوشبو سے آپ کو خاص شغف تھا - گھر کی ہر چیز قرینے اور صفائی سے رکھتے - عربوں میں گنوار پن کی عادت تھی - صفائی کے نام سے بھی آشنا نہ تھے - جگہ جگہ تھوکنا، سنکنا، راستہ ہو یا بیٹھنے کی جگہ، پیشاب پاخانہ کرنا - ابتدائے اسلام میں تو یہ حالت تھی کہ مسجدوں میں بھی تھوک دیا کرتے تھے - آپ نے ان تمام باتوں سے روکا "

عبادت میں بے کیفی؟

عبادت کو صحیح آئین عبادت کے تحت یعنی حضوریٔ قلب - اور خلوص نیت سے ادا کیا جائے - تو اس سے زیادہ پُرکیف - مسرت بخش و لذت آفرین شئے دنیا میں ذہن میں نہیں آسکتی - جس طرح منہ کی بدمزگی سے ہر لذیذ چیز پھیکی اور بدمزا معلوم ہوتی ہے بخلاف اذیں انسان اگر صحت مند ہو - بھوک بھی خوب لگتی ہو تو ہر روکھی پھیکی چیز لذیذ اور ذائقہ دار معلوم ہوتی ہے - کیونکہ معشوق حقیقی کی محبت ایک زنگ آلود دل میں قیام پذیر نہیں ہوتی - قرآن کی رُو سے متقی کا مرتبہ سب سے بڑا ہے - وہ متقی نہیں ہو سکتا جو محض نماز روزہ میں شبانہ روز منہمک رہتا ہے - بلکہ اتقاء کا شرف اُسے حاصل ہے جو تمام معاصی اور منہیات شرعیہ سے صحیح معنوں میں پرہیز کرتا ہو - اسلام نے جس طرح توحید کو مذہبی اعتقاد کا اصل اصول قرار دیا ہے اسی طرح عبادت میں طہارت و پاکیزگی بھی اصل اصول ہے - بغیر طہارت کے کوئی عبادت قابل قبول نہیں - ابتدائے وحی میں حضورؐ کو یہ حکم ہوا :-

"اپنے لباس کو پاک و صاف رکھو اور ہر قسم کی نجاست سے الگ رہو"

اسلام دنیا میں انسان کی نجات کے لئے آیا اور ببانگ دہل اعلان کیا - کہ میرا اولین مقصد دنیا سے اخلاقی - روحانی اور جسمانی کثافتیں اور غلاظتیں دور کرنا ہے - احکام باری - هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم ایٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة " (اللہ وہ ذات ہے جس نے اَن پڑھوں میں انھیں میں سے رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے -

ایک دوسری جگہ یوں فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (تحقیق اللہ تائب اور طاہر لوگوں سے محبت کرتا ہے - لفظ مطہرین کے معنی ہیں پاک و صاف رہنے والے - یعنی وہ لوگ جو اپنے جسم اور روح کو ہر قسم کی غلاظت و ناپاکی سے پاک رکھتے ہیں "

ایک تیسری آیت میں اس طرح مخاطب فرمایا کہ :-

ویحل لهم الطیبٰت ویحرم علیهم الخبٰئث (وہ ان کے واسطے تمام ناپاک اشیاء حرام کرتا ہے)

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

نمبر (۸)

از جناب اللہ دتا صاحب عبداللہ چوہدری ہیڈ ماسٹر چک 47 ضلع شیخوپورہ

پنڈت لیکھرام دیانند کا بیان:۔

"وہ ہندو طلاق وغیرہ پر معترض تھے۔ آج ہندو طلاق کے لئے قانون بنانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں میں نکاح بیوگان کا حکم نہ تھا۔ اس لئے اس کو جاری کرنا پڑا۔

"اگر ان کا مذہب خدا کی طرف سے ہوتا تو شریعت مکمل ہوتی۔ اور آج اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ انسانی احکامات حسب ضرورت بدلا کرتے ہیں۔ جیسے قوانین سلطنت۔"

ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات:۔

ایک غیر مسلم فرانسیسی مصنف لکھتا ہے کہ:۔

"میں نے پادریوں کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ قرآن (معاذ اللہ) ایک جھوٹی کتاب ہے اس وجہ سے مجھے اس کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ اس کے پڑھنے کے بعد مجھے ایک بات نے مجبور کر دیا کہ اس کو جھوٹا نہ کہوں اور وہ یہ ہے:۔

جو شخص کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے یا تو وہ روپیہ جمع کرنا چاہتا ہے یا اسے اپنی قوم کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے یا ذاتی طور پر کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے۔ میں نے قرآن کو شروع سے لے کر آخر تک پڑھا ہے مگر کوئی مقصد ایسا نہیں اگر اس میں ایسی تعلیم دی جاتی یا کوئی اور ذاتی یا قومی فائدہ حاصل کرنا ہوتا۔ تو میں سمجھتا۔ وہ شخص فلاں کام کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ مگر قرآن میں ایسی باتوں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آتی بلکہ شروع سے آخر تک یہی ذکر ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرو۔ اس کی رضا حاصل کرو۔ اس کے حکم کے خلاف کوئی بات نہ کرو۔ اس کا قرب حاصل کرو۔ اور جب ہم اس کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں جس نے یہ باتیں بیان کیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو بات بھی وہ شروع کرتا ہے اسے جھوٹا تو ہم نہیں کہہ سکتے اگر اس کا نام جنوں رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ خدا کی محبت کا جنوں تھا۔"

کیا کلکی اوتار آ گیا:

مولوی محمد حسن نے بڑی تلاش اور دور دراز بیابان سفر ہندو فقیروں اور سادھوؤں کی صحبت اور خدمت میں ایک خادم کی حیثیت سے "وید" وغیرہ سے معلوم کیا۔ کہ ہندوؤں کے رشیوں نے اپنے ملفوظات میں دس اوتاروں کے آنے کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ ان میں نو ہو چکے اور کلکی اوتار کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ہماری نظروں سے گوتم کی بھی پیشگوئیاں گذری ہیں۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ کلکی پران میں جس مرسل کا ذکر ہے اس کے باپ کا نام "وشنو یش" ہوگا۔ "وشنو" کے معنی خدا اور "یش" کے معنی بندہ یعنی عبداللہ (حضور محمد عربی کے والد ماجد کا نام) ماں کا نام "سومتی" ہوگا۔ سومتی کے معنی ہیں جس پر لوگ بھروسہ کریں اور امن و امان والی سچی ہو۔ یہی معنی آمنہ (حضور کی والدہ) کے ہیں۔ کلکی پران کا مصنف بتاتا ہے کہ وہ غار میں تپسیا کرے گا۔ جس پر سرسری نظر ڈالنے سے ہر تاریخ ادیان کا جاننے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور نے غار حرا میں عبادت کی تھی چوتھی علامت بتائی جاتی ہے کہ وہ روح الامین (پرشو رام) سے تعلیم ربانی پائے گا۔ پرشو کے معنی روح اور رام کے معنی خدا کے ہیں یعنی روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچویں نشانی بتائی گئی۔ کہ وہ اپنے وطن سے ہجرت کرے گا۔ چنانچہ حضور نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی چھٹی علامت یہ ہوگی کہ وہ تمام پاک اللہ والے لوگوں کی تعریف اور تصدیق کرے گا۔ جیسا کہ حضور نے ہر دین و ملت کے پیغمبروں اور فقیروں اور درویشوں کی عزت کی۔ اور ان کی عزت کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ساتویں علامت جو ظاہر کی وہ بالکل تاریخ ولادت نبی سے ملتی ہے۔ کلکی پران میں جو تاریخ اور ساعت بتائی گئی وہ ۱۲ ربیع الاول سورج نکلنے کے دو گھڑی بعد ہے۔ حالانکہ حضور صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے تھے۔ اس جگہ تصدیق الہنود کے مؤلف نے نجوم اور ریاضی سے کام لیا ہے اس نے ثابت کیا ہے کہ عرب و ہند میں اتنا فرق ممکن ہے۔ کیونکہ جس وقت عرب میں صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ اس وقت ہندوستان میں دو گھڑی دن چڑھ جاتا ہے اور بحث کی نزاکت اور اہمیت کو اس نے علم قیافہ و شمارہ ریاضیات سے خوب سمجھایا ہے جو تصدیق الہنود کے مؤلف نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔

مسئلہ سود:۔

سود خواری کا مسئلہ مسلمانوں کے ہاں سود لینا حرام ہے۔ مگر لے رہے ہیں۔ لیکن دھرم شاستر ادھیائے ۱۰ ۔۲ شلوک میں لکھا ہے کہ:۔

"جو شخص سود لیتا ہے۔ اس کے گھر کا کھانا نہ کھاوے۔ پھر شلوک ۲۲۰ میں وارد ہے کہ سود خوار کے گھر کا کھانا ایسا ہے جیسے پاخانہ کھا لینا۔ پھر شلوک ۲۲۲ میں ہے۔ کہ جو سود خوار کے گھر کا کھانا کھائے وہ تین دن تک فاقہ کرے۔"

گانا اور اسلام

مسلمانو! تم اپنی مسجدوں کے سامنے طبلے اور سارنگی بجانے سے گریز نہیں کرتے ۔۔۔۔ تیرے (مذہب) اسلام کو غیر مسلم نے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک جانی اور تیرے مذہب کے قوانین دیگر مذاہب نے اپنی بہبودی کے لئے اپنی مقدس کتابوں میں استعمال کے لئے لکھ لئے۔ تم قوالی اور رنڈی کے گانے کو خوشی سے سنتے ہو حالانکہ اسلام میں یہ سب کام منع ہیں۔ حتیٰ کہ غیر مسلم کی منو دھرم شاستر کتاب نے بھی کہہ دیا۔ کہ:۔

"جو گانا۔ باجا کا پیشہ کرتا ہے اس کے ہاتھ تک کا پانی چھوا ہوا نہ پیو۔ اگر کوئی ایسا کرے تو تین دن تک فاقہ کرے۔ اسی طرح مسلم اپنی مقدس کتاب اور منو دھرم شاستر کے ادھیائے ۱۵/۹۴ ، ۲۱/۸۷ ان کی ۲۱ قسم کا مطالعہ کریں تو منو دھرم شاستر نے جہنم رسید ہونے کی وعید سنائی ہے۔"

(از کتاب دھرم شاستر)

ذبح جانور اور اُن پر اللہ کا نام لینا

بے شک مسلمان کہتا ہے کہ گائے حلال اور سؤر حرام قرار دیا ہے۔ بہت ٹھیک ہے۔ اے میرے ہندو بھائیو۔ ہم تب اس وقت تک خالص ہندو یا مسلمان ہیں۔ جب ہم اپنی کتابوں اور بزرگوں کے اقوال نصیحت و پند کو عقل کی کسوٹی سے پرکھ کر جانچ لیں۔ ورنہ ہمارے مذہب یا عقیدہ پر ملمع ہی ملمع ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ملمع اتار کر کھرے بن جائیں۔ اے بھائی ہندو بے شک عرصہ دراز سے مسئلہ لحم خنزیر پر بڑے دھڑلے اور شور و غل سے تقاریر اور جلسے ہوتے ہیں۔

اپنی کتب کو بغور دیکھیں منو دھرم شاستر اپنے پانچویں ادھیائے کے شلوک ۱۲/۱۹ میں نہایت شد و مد سے

(باقی صفحہ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم و عمل

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۔ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

ترجمہ کہہ دیجئے۔ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ہیں سوچتے وہی ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت آدمؑ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تین تحفہ لائے۔ علم۔ عقل۔ حیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کو لے لیا۔ حیا و علم کو کہا کہ تم جاؤ۔ انہوں نے کہا۔ کہ باری تعالیٰ نے ہم کو ایک ساتھ پیدا کیا ہے۔ ہم نہیں جائیں گے۔ حیا۔ آنکھ میں مقیم ہوئی۔ عقل دماغ میں۔ علم دل میں۔ پس جس کو عقل ہوگی۔ تحصیل علم کرے گا۔ اور علم کی برکت سے حیا آجائے گی إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ کے بندوں میں سے ڈرتے ہیں وہی جو عالم ہیں۔ جب کوئی اس کو نہ پہچانے اس موافق جیسا چاہئے۔ تو ہرگز اس کے موافق تعظیم نہ کرے گا۔ اور روایت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ كَانَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَتِ الْجَنَّةُ فِي طَلَبِهِ وَمَنْ كَانَ فِي طَلَبِ الْمَعْصِيَةِ كَانَتِ النَّارُ فِي طَلَبِهِ۔ ترجمہ۔ جو کوئی علم کی طلب میں ہے جنت اس کی طلب میں ہے اور جو کوئی گناہ کی طلب میں ہے دوزخ اس کی طلب میں ہے۔

علم کے معنی: حصول صُورَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ کسی چیز کی شکل کا عقل میں حاصل ہونا۔ جن حضرات نے علم کا معنی دانستن کیا ہے یعنی جاننا۔ یہ بھی صحیح ہے بغیر علم کے ہم خدا کو نہیں پہچان سکتے ہیں سچ کہا سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

چوں شمع از پئے علم باید گداخت!
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے بہتر ہے مدار عبودیت کا علم پر ہے اور عبادت بغیر علم کے خطرہ سے خالی نہیں! اس لئے علم کا سیکھنا لازماً عبادت پر مقدم ہے۔ علم پیغمبری میراث ہے۔ انبیاء درہم و دینار ورثہ نہیں چھوڑتے ہیں بلکہ علم ہی میراث چھوڑتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عالم کی بڑائی عابد پر ایسی ہے جیسے کہ میری بڑائی ایک ادنیٰ اُمتی پر ہے۔ دنیا کے دول کی طلب کے واسطے علم کا حاصل کرنا منع ہے اس میں اخلاص شرط ہے۔ جو کوئی اس لئے سیکھے۔ کہ لوگ اس کے گرد جمع ہوں۔ اور اس کی قابلیت کی داد دیں یا امیر و غریب اس کے گرد جمع ہوں یا لوگوں میں بیٹھ کر اپنی بڑائی کرے یا دُنیا کا مال جمع کرے تو وہ زیاں کاروں میں داخل ہوگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم دین کے سکھانے اور سیکھنے والوں کے حق میں اللہ تعالےٰ اور فرشتے آسمانوں پر اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں سوراخوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں دعائے خیر کرتی ہیں۔ بندہ کو سوائے بندگی کے چارہ نہیں۔ اور علم بے عمل سے کچھ فائدہ نہیں سعدی شیرازیؒ ؎

علم چنداں کہ بیشتر خوانی
چو عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائے بر و کتابے چند

ترجمہ علم تو جتنا ہی زیادہ پڑھ لے جب عمل تجھ میں نہیں ہے۔ تیری نادانی ہے۔ نہ تحقیق کرنے والا ہوا اور نہ عقلمند۔ ایک جانور ہے جس پر چند کتابیں لدی ہیں۔

حسن بصریؒ نے خوب کہا ہے کہ علم اس طرح حاصل کرو۔ کہ عبادت سے نہ رہ جاؤ۔ اور عبادت اس طرح کرو کہ علم سے نہ رہ جاؤ۔ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو علم کی وجہ سے فضیلت بخشی۔ اور فرمایا۔ عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ پہلی اُمتوں میں یہ تحیۃً و تکریم کا سجدہ جائز تھا۔ اب اُمت محمدیہ میں حرام ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر دیا۔ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے علم نے بادشاہی مصر کی دلوائی۔ اور قید خانہ سے رہائی عطا کی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کے علم نے ریاست اور بادشاہی کی طرف پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے علم صنعت عطا کیا۔ چنانچہ فرمایا عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کے علم نے طیور کا علم سکھایا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ تعلیم دلوائی۔ اور حضور لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ الخ علم کو اللہ کی خوشنودی کے لئے حاصل کرنا چاہئے۔ نقل ہے کہ بغداد میں مدرسہ نظامیہ تھا۔ ایک روز شاہِ وقت تبدیل لباس کرکے مدرسہ دیکھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ اور مخفی طور سے طلبہ کے خیالات کی آزمائش کی۔ کہ دیکھئے علم پڑھنے سے ان کی غرض کیا ہے۔ ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ کس لئے پڑھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا باپ قاضی ہے۔ میں بھی ایک دن قاضی بن جاؤں گا۔ دوسرے سے پوچھا اس نے کہا کہ میرا باپ مفتی ہے ایک دن مفتی ہونگا بادشاہ کو غصہ آیا۔ کہ علم دین لوگوں کے لئے پڑھتے ہیں۔ ہزاروں روپیہ یونہی برباد ہوتا ہے۔ امام غزالیؒ بھی خستہ حالت میں بیٹھے ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے۔ اس وقت وہ طالب علم تھے ان سے پوچھا کہ تم کیوں پڑھتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے پڑھتا ہوں۔ بادشاہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ مدرسہ توڑ دوں گا۔ لیکن ایک آپ کی وجہ سے اپنا ارادہ بدل دیا۔ علم آخرت کے لئے پڑھنا چاہئے۔ ایک روز امام مالکؒ سے ہارون رشید نے کہا۔ کہ تم یہاں آیا کرو۔ کہ ہمارے لڑکے آپ سے علم پڑھیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا۔ کہ علم کو اگر تم عزت دوگے تو عزیز ہوگے اور اگر تم ذلیل کروگے تو ذلیل ہوگے۔ علم کسی کے پاس نہیں جاتا۔ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ ہارون رشید نے کہا سچ کہتے ہو۔ اور بیٹوں سے کہا تم بھی مسجد میں لوگوں کے ساتھ جا کر سنا کرو۔ باوجود دولت۔ سلطنت کے علم کی طرف جھکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ چین میں ہو۔ اور فرمایا حضورؐ نے جو کوئی چلے راستہ واسطے علم کے آسان کریگا اللہ تعالےٰ اس کے لئے راہ بہشت کی۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص باہر نکلے واسطے علم کے اپنے گھر سے وہ راہِ خدا میں ہے۔ جب تک واپس نہ آئے۔ جو طالب علم کے مشقت عمل میں رکھے وہ اس شخص کی مانند ہے کہ ہمیشہ راہ چلے اور منزل پر نہ پہنچے۔ اور مقصود علم سے پھرنا دل کا ہے خلق سے خالق کی طرف۔ اور مستغرق ہونا اس کی معرفت و محبت میں۔ اور یہی علم کا مقصد اولین ہے۔ کہ علم وسیلہ عمل کا ہے اور جو کوئی علم کو وسیلہ نہ جانے بمنزلہ اندھے کے ہے کہ کنوئیں کی راہ کو نہ جانے اور جس نے علم سیکھا اور عمل نہ کیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے۔ جو شمع ہاتھ میں رکھتا ہے لیکن راہ نہیں چلتا۔ یہ صحیح ہے کہ علم بڑی دولت ہے۔ مگر عمل کی بھی سخت ضرورت ہے۔ یہ بہت مشہور بات ہے۔ کہ جس کسی نے علم حاصل کیا۔ اس پر حجت قائم ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سخت اور شدید عذاب قیامت کے دن اس عالم پر ہوگا۔ جس کے علم سے لوگوں کو کچھ نفع نہیں پہنچا۔

خالی علم دستگیری نہیں کرسکتا۔ آپ کو اس مثال سے سمجھنا چاہئے۔ کہ اگر کوئی شخص بیابان میں جاتا ہو۔ اور اس کے پاس شمشیر بھی ہو اور تیر بھی ہوں اور وہ ان کو کام میں بھی لانا جانتا ہو اور اس کو ایک شیر کا سامنا پڑ جائے۔ تو وہ بغیر ان چیزوں کے استعمال کے شیر کو دفع نہیں کرسکتا خالی شمشیر و تیر کا ہونا کارگر نہیں ہوتا جب تک ان کو کام میں نہ لائے۔ شیر بھاگے گا نہیں اسی طرح علم بھی بغیر عمل کے کارگر نہ ہوگا۔ عالم کے لئے ضروری ہے کہ خود عامل بھی ہو۔

امام اعظمؒ ایسے پرہیزگاری کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے عامل تھے۔ کہ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بکری چوری ہوگئی۔ پس آپ نے بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہی بکری ذبح کی جائے۔ اور ہم کو گوشت پہنچے تا ...... وہ

اسی کا گوشت ہو۔ یہ تھے عالم باعمل۔ اگر آج علماء کا قال اور حال ایک ہو جائے۔ تو امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک منٹ میں راہِ راست پر آسکتی ہے۔

(شیخ خدا بخش خطیب نئی آبادی چیا مونگا لاہور)

محمد مقبول عالم بی-اے، لاہور

حقیقتِ گُناہ

انسان اپنے جسم کے لحاظ سے بہیمیت اور رُوح کے لحاظ سے ملکیت سے تعلق رکھتا ہے۔ گویا وہ ایک لحاظ سے حیوان اور ایک لحاظ سے فرشتہ ہے، حیوانوں کی طرح کھاتا پیتا اور فرشتوں کی طرح خدا کی یاد کرتا ہے۔

بہیمیت چاہتی ہے کہ انسان کو ادنیٰ خواہشات میں مُبتلا رکھے۔ اور ملکیت چاہتی ہے کہ اسے عالم ملکوت کی طرف لے اُڑے۔ بہیمیت اور ملکیت دونو کے لئے جسم ایک آلہ ہے اور دونوں اسی سے کام لیتی ہیں۔ قانونِ الٰہی ان کے لئے ایک ضابطہ مقرر کرتا ہے تاکہ ان میں توازن قائم رہے۔ اور انسان محض ادنےٰ خواہشات میں گُم ہو کر نہ رہ جائے۔ یہاں تک کہ وہ حیوانیت کے درجے پر پہنچ جائے۔ بلکہ ترقی کرے اور ملائکہ سے بھی آگے بڑھ جائے۔

اصل انسانیت یہ ہے کہ ملکیت بہیمیت پر غالب رہے۔ جب ملکیت غالب ہوتی ہے۔ تو انسان نیک کام کرتا ہے اور جب بہیمیت غالب ہوتی ہے تو گناہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اپنی ملکیت کو بہیمیت پر غالب رکھے اور گناہ سے بچتا رہے۔ یہ ہے وُہ فلسفۂ شریعت جسے امام ولی اللہ دہلوی نے پیش کیا ہے۔

ملکیت کے اثر میں رہنے والا ہی صحیح و سالم انسان ہے۔ جو امن و چین سے زندگی بسر کرتا ہے۔ لیکن بہیمیت کے پنجے میں گرفتار انسان مریض ہے۔ وہ اندر ہی اندر گھُل رہا ہے اور زندگی کے لطف سے محروم ہے۔

جس طرح جسمانی بیماروں کے لئے ہسپتال ہے۔ اس کا نام دوزخ ہے۔ عام ہسپتالوں کی طرح اُس میں بیماروں کے لئے الگ الگ وارڈ ہیں۔ بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ اُن سے جلد شفا مل جاتی ہے اور بعض بیماریاں مُہلک ہیں۔ اُن سے شفاء نہیں ملتی۔ کفر، شرک اور نفاق اعتقادی مہلک بیماریاں ہیں۔ ان بیماریوں میں مبتلا ہونے والے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ البتہ کبائر کے مرتکب انسان (بشرطیکہ ایمان سلامت ہو اور شرک نہ کیا ہو) شفایاب ہو کر شفاعت کی برکت سے نکل آئیں گے۔ صغائر نیکیوں کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اگر اُن پر اصرار نہ کیا جائے تو داخلہ دوزخ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:-

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا (۴: ۳۱)

ترجمہ:- اگر تم اِن بڑے گناہوں سے بچو گے۔ جن سے تمہیں منع کیا گیا تو ہم تُمہارے چھوٹے گُناہ معاف کر دیں گے۔ اور تمہیں عزّت کے مقام میں داخل کریں گے۔

مطلب یہ ہے کہ کبائر سے تُم بچو۔ اتنے سخت گیر ہم بھی نہیں کہ صغائر پر گرفت کریں۔ ہم انہیں معاف کر دیں گے۔ فرماتے ہیں:-

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (۱۱: ۱۱۴)

ترجمہ:- بے شک نیکیاں بُرائیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔ مثلاً وضو کرنے، نماز پڑھنے کسی کی خدمت کرنے سے صغائر معاف ہوتے ہیں۔ تکلیف پر صبر کرنے سے بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور توبہ کرنے سے کبائر معاف ہو جاتے ہیں۔ جیسے کوئی زہر کھالے جو مُہلک ہے مگر تریاق کے استعمال سے وہ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ اسی طرح جب آدمی سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ باز رہتا ہے اور اچھے عمل کرتا ہے تو وہ گزشتہ گناہوں کی سزا سے بچ جاتا ہے ❊

خدائے قدّوس کا ذکر

قسط چہارم

از صاحبزادہ ابوالفیض محمّد امیر خسرو اشعری چشتی مانسہرہ ہزارہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ یقول اللہ تعالےٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاءٍ ذکرتہ فی ملاءٍ خیر منہ وان تقرب الیّ شبراً تقربت الیہ ذراعاً وان تقرب الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے دل سے یاد کرتا ہے۔ میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب بندہ مجھے کسی گروہ میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو ایسے گروہ میں یاد کرتا ہوں جو کہ اس گروہ سے بہتر ہے اور اگر وہ میرے نزدیک ایک بالشت آتا ہے۔ تو میں اس کے قریب ایک ذراع ہو جاتا ہوں اور اگر وہ بندہ میرے نزدیک ایک ذراع ہوتا ہے تو میں اس کے قریب ایک باع ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے مررت لیلۃ اُسری عابی برجل معلق فی نور العرش قلت من ھذا ملکٌ قیل لا قلت نبی قیل لا قلت من ھو قال ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب فی ذکر اللہ وقلبہ معلق بالمساجد ولم یسب بوالدیہ قط (ترجمہ) حضور اکرم ؐ نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ خدا کے عرش کے نور میں (چھپا ہوا) تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ فرشتہ ہے۔ کہا گیا کہ نہیں! پھر میں نے کہا نبی ہے۔ کہا گیا کہ نہیں! پھر میں نے کہا کہ کون ہے؟ کہا کہ یہ وہ آدمی ہے جو دنیا میں رہتا تھا اور اس کی زبان خدائے قدوس کے ذکر اور یاد سے تر تھی اور اس کا دل مساجد سے پیوست تھا۔ اور اس نے اپنی زندگی میں اپنے والدین کو دُکھ ہرگز نہیں دیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ ان لکل شیءٍ صقالۃ وان صقالۃ القلوب ذکر اللہ (ترجمہ) ہر چیز کا صیقل ہے اور دلوں کا صیقل خدا کا ذکر ہے (قطب الارشاد ص ۲۸) ومنھا الذکر الذی لا یسمعہ الحفظۃ یزید علی الذی یسمعہ الحفظۃ سبعین ضعفا (قطب الارشاد ص ۲۹) (ترجمہ) وہ ذکر جو کراماً کاتبین یا دیگر سننے والوں سے پوشیدہ ہو۔ وہ اس ذکر سے ستر گنا بہتر ہے۔ جس کو کراماً کاتبین یا دیگر سننے والے سنتے ہوں۔ پھر ایک دوسری جگہ حدیث میں ہے۔ کہ اذکروا اللہ ذکراً خاملاً قیل وما ذکراً خاملاً قال الذکر الخفی۔ یاد کرو اللہ کو ذکر خامل سے، پوچھا گیا ذکر خامل کیا ہے؟ فرمایا کہ پوشیدہ ذکر کرو ومنھا ان ذکر اللہ شفاء، اللہ کا ذکر شفا ہے معلوم کرنا چاہیئے کہ ذکر دو قسم ہے (۱) ذکر قلبی (۲) ذکر لسانی۔ سب سے افضل ذکر قلبی و لسانی ہے جو زبان اور دل دونوں سے ہو۔ اور ان دونوں سے افضل ذکر قلبی ہے جو صرف دل سے ہو۔ کیونکہ یہ ریاء سے خالی ہے۔ عن عائشۃ رضؓ قالت قال رسول اللہ صلعم اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الخلائق لحسابھم وجاءت الحفظۃ بما حفظوا وکتبوا قال لھم انظروا ھل بقی لہ من شیءٍ فیقولون ما ترکنا شیئاً مما علمناہ وحفظناہ الا وقد احصیناہ وکتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنات لا تعلمہ وانا اجزیک بہ وھو الذکر الخفی ذکرہ السیوطی فی بدور المسافرۃ فی احوال الاٰخرۃ (قطب الارشاد ص ۳۱) ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جب قیامت کا روز ہو گا۔ خدائے قدوس مخلوق کو حساب کے لئے جمع کرے گا۔ اور کراماً کاتبین اپنے لکھے ہوئے اعمالنامے کو پیش کریں گے۔ باری تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ اس آدمی کے اعمال سے کچھ لکھنا تُم نے چھوڑا تو نہیں ہے؟ وہ کہیں گے کہ ہم نے اے اللہ کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ جو ہم نے جانا ہے وہ لکھ دیا ہے۔ خدائے قدوس فرمائے گا کہ اے بندے تیرے لئے میرے پاس ایسی نیکی اور جزا ہے جس کو تُو نہیں جانتا۔ اور میں اس کے عوض تجھے ثواب و جزا دیتا ہوں۔ اور

بقیہ اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(صلا سے آگے)

یہ فتویٰ دیتا ہے۔ کہ چونکہ سؤر غلاظت خور جانور ہے اس لئے قطعاً حرام ہے۔ لہٰذا جو شخص سؤر کا گوشت کھاتا ہے وہ بھشٹ ہو جاتا ہے یعنی بے دین ہو جاتا ہے پھر منودھرم شاستر اپنے اسی ادھیا کے اٹھارویں شلوک میں یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اونٹ کو چھوڑ کر باقی جس قدر جانور ایک طرف دانت رکھنے والے ہیں۔ وہ سب حلال ہیں۔ بھکسن یعنی خوردنی ہیں تم خود فیصلہ کرلو کہ ایک طرف دانت رکھنے والے وہ کون کون سے حیوان ہیں۔ جن کو منودھرم نے حلال بتایا ہے۔ اور آیا ایسے جانوروں سے گائے۔ بکری بھینس کوئی بھی بچ سکتی ہے۔ اور پھر ادھیا کے شلوک ۴۲/۳۶ میں حلال جانوروں کی قربانی کی فضیلت پر زور دیا۔ اور جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس کا کھانا منع کیا ہے جو ایسے حلال یا ذبیحہ کے کھانے سے انکار کرے وہ گنہگار ہے۔ اب منودھرم شاستر کے ساتھ قرآن کا بھی مطالعہ کرو۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ

(یعنی مسلمانوں کے نزدیک مردار خون سؤر کا گوشت اور ہر ایک وہ گوشت جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔ حرام کردیے گئے ہیں)

ادھر منودھرم شاستر بھی فرماتا ہے کہ تمہارے لئے سؤر کا گوشت اور ہر ایک وہ گوشت جس پر خدا کا نام نہیں لیا گیا حرام کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ سؤر کی حرمت اور گائے کی حلت اور حیوانی قربانی کا منودھرم شاستر اور قرآن کا متفقہ مسئلہ ہے　　(ختم شد)

بقیہ اسلام کا معیار پاکیزگی

(صلا سے آگے)

مذکورہ بالا آیت میں لفظ طیبات سے مراد وہ تمام اشیا ہیں جو بذات خود پاکیزہ اور اچھی معلوم ہوتی ہوں جو اپنے نتائج میں بھی مفید ہوں اور "خبائث" سے وہ تمام افعال و اشیاء مراد ہیں جو بذات خود ناپسندیدہ اور نفرت انگیز ہیں۔ مختصر یہ کہ اسلامی تعلیمات نے ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کی وضاحت نہایت احسن طریق پر کی اور عبادات کے ساتھ طہارت کو لازم قرار دیا۔ نماز سے پہلے وضو صرف ظاہری شست و شو کا نام نہیں بلکہ اسمیں طہارت باطنی بھی شامل ہے جمعوں میں غسل کی وجہ ٹھہرا اور عطر لگانا سنت ہے شریعت نے یہ التزام اس لئے کیا کہ غلیظ اور مضر ہواؤں کی صفائی ہوتی رہے غرض جس ظاہری و باطنی نظافت حفظ صحت کا التزام کیا گیا وہ محض اس لئے کہ ایک مسلمان

مُلوکُ الکلام

وَجَدْتُ الْعِلْمَ فِي الْأَشْرَافِ عِظَماً　　وَفِي الْأَجْلَافِ مَقْبُوحاً وَذَمّاً

كَمَاءِ الْمَطَرِ فِي الْأَصْدَافِ دُرّاً　　وَفِي فَمِ الْأَفَاعِي صَارَ سَمّاً

معیار علم :-　　(سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

ترجمہ :- میں نے علم کو شریفوں میں باعظمت دیکھا اور کمینوں میں اسے قابل نفرت اور مذموم پایا۔ جیسے ابر نیساں کا پانی صدف میں موتی بنتا ہے اور سانپ کے منہ میں اسی کے قطرے زہر بن جاتے ہیں۔

بقیہ محسنہ کائنات

(صلا سے آگے)

کے لئے اس باب کی پہلی حدیث پر غور کیجئے۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكاً يَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

سید الانبیاء کا یہ ارشاد اس حقیقت کا قوی ثبوت ہے۔ کہ والدہ وہ عزت مآب ہستی ہے۔ کہ جس کے پیٹ میں پروردگار عالم انسان کی تخلیق کے تمام اجزاء مرتب فرماتے ہیں۔ اور پھر تذکیر و تانیث کی تقسیم بھی انہی ایام میں کی جاتی ہے قسمت کا فیصلہ بھی اسی تاریک حجرے میں ہوتا ہے۔ کاتب تقدیر کی جنبش قلم کے رشحات کا نتیجہ ایک وکیل فرشتے کی زبان سے املاء کروایا جا رہا ہے۔ یہ بطن مادر ہی ہے۔ جس میں شقاوت انسان کی تفسیر لکھی جاتی ہے۔ کوئی فرعون وقت بنے گا۔ کوئی نمرود و شداد کا ہمنوا ہوگا۔ کوئی ابوجہل و ابولہب کا ساتھ دیگا۔ غرضیکہ مشرک۔ کافر فاسق۔ فاجر کوئی بھی اہل جہنم سے ہو۔ اس کے برے انجام کی فہرست اسی جگہ تیار ہو رہی ہے۔ اور اسی طرح انبیاء کرام۔ صدیقین۔ شہداء۔ اور صالحین کی زندگیوں کے قدسی الاصل حالات کا جائزہ ضبط تحریر میں آرہا ہے کسی کے فرق اقدس پر تاج نبوت رکھا جاتا ہے۔ کسی کے سر پر دستار صدیقیت باندھ رہے ہیں۔ کوئی حلۂ شہادت زیب تن کر رہا ہے۔ اور کسی کو خلعت ولایت سے سرفراز کر رہے ہیں۔ الٰہی یہ ماں کا پیٹ ہے یا تیرے فرشتگان قضا و قدر کا دفتر ہے اور پھر فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ پر غور فرمایئے تخت و تاج کی تقسیم ملبوسات شاہانہ کی سرفرازی، مملکتوں کی تفویض اور دوسری طرف فاقہ مستی اور گداگری کا نوشتہ بھی بطن والدہ میں ہی لکھا جا رہا ہے۔ مدت حیات اور پھر تمام ادوار ترقی و تنزل کا پروانہ بھی ایک گوشت کے اس لوتھڑے کو عطا ہوتا ہے، جو ابھی ماں کے پیٹ میں جونک کی طرح اس کا خون پی پی کر جنین کی صورت اختیار کر رہا ہے فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ پر غور و خوض کرنے سے ازخود واضح ہو جائے گا۔ کہ اگر انسان اندھا نہ ہو جائے۔ اور نور فطرت کو خود بجھائے اور تعلیم ربانی سے روگردانی کرنے کا عادی نہ بن جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایک نوجوان خواندہ مسلمان اپنی والدہ کی شفقت بھری گود چھوڑ کر خود غرض نابکار بیوی کی اداؤں پر لٹو ہو جائے۔

(آئندہ پھر)

بقیہ الحاج مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرزا صاحب کی سال بھر کی یہی کمائی ہوتی تھی۔ لیکن قلیل آمدنی میں بھی وہ اپنا گذارہ احسن طریق سے کر لیا کرتے تھے۔ ان کے ہاں درس و تدریس کا سلسلہ بغیر فیس یا معاوضے کے تھا۔ آپ اپنے شاگردوں کو نہایت خلوص اور انہماک سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ بچپن میں مجھے بھی آپ کی زیارت کا اکثر موقعہ ملتا رہا ہے۔ چھریرا جسم، بلند و بالا قد، رنگ سفید اور ریش مبارک بھی بالکل سفید تھی۔

کو طہارت حاصل ہو ——

کہ یہی معراج کمال ہے!

بقیہ شذرات

(صلا سے آگے)

اور جس طریقہ سے اسلام خوشی و انبساط کے اظہار کی اجازت دیتا ہے اسی طریقہ سے منائی جائے لیکن ایسا نہ ہو کہ طاؤس و رباب میں دن گزر جائے۔ اور اس دن جی بھر کر رقص و ڈانس کے ذریعہ داد عشرت دی جائے یہ بات ذہن میں رہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

لہٰذا وزراء و امراء اور دوسرے ارباب حکومت اس دن کے میدانوں میں عوام کی معیت میں نوافل شکرانہ ادا کریں۔ خدائے عزوجل کی توصیف و تعریف بیان کریں جس نے ہمیں سلطنت و حکمرانی کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ اس کے برگزیدہ نبی سے اظہار عقیدت کریں جن کے لاتعداد احسانات کا صلہ دینے کی ہم قدرت نہیں رکھتے۔ اور اسی دن آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کا عہد کریں۔ وما علینا الا البلاغ

(ایڈیٹر)

امراۃ الاسلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳)

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

فضائل و مناقب خود جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کم از کم دس فضیلتیں ایسی دی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ دوسری ازواج مطہرات سے ممیز و ممتاز تھیں۔

(۱) نکاح سے پیشتر ہی سیدنا جبرئیل ان کی صورت لے کر جو سبز ریشم کے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی۔ حضور کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور کے استفسار پر روح الامین نے عرض کی "یا رسول اللہ! یہ آخرت اور دنیا میں آپ کی بیوی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۲) سوائے ان کے کوئی دوسری ازواج بھی کنواری نہ تھیں۔ جن سے حضور نے نکاح فرمایا ہو۔ یہ انہی کا نصیبہ تھا۔ کہ فقط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں۔

(۳) آپؓ کے والدین دونوں نے ہجرت فرمائی۔ یہ چیز کسی دوسری ازواج میں نہ تھی۔

(۴) جب آپ پر نابکاروں نے تہمت باندھی تو رب العالمین نے اپنی آخری کتاب میں تمام آنے والی نسلوں کے لئے ان کی عفت اور پاک دامنی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

(۵) یہ شرف انہی کو حاصل ہے کہ حضورؐ کے بستر اطہر میں ان کی موجودگی کے موقع پر بھی اللہ نے جبرئیل کو وحی دے کر بھیجا۔

(۶) حضرت عائشہؓ اور حضورؐ (کپڑا یا ڈھک کر) ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔

(۷) جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرما رہے ہوتے تو جناب عائشہؓ سامنے لیٹی ہوتیں۔

(۸) جب نبی اکرمؐ نے اس جہان سے کوچ فرمایا تو آپ کا سر اقدس حضرت عائشہ کے گلے اور سینہ کے درمیان تھا۔

(۹) دنیاوی زندگی کے آخری دن حضورؐ نے جناب عائشہ ہی کے ہاں بسر فرمائے۔

(۱۰) آپ کی آخری آرام گاہ بھی جناب عائشہؓ کا ہی حجرہ تھا۔

احادیث نبوی:۔

(۱) ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے حضرت عائشہؓ کو سلام بھجوایا اور جواباً حضرت عائشہ نے وعلیہ السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ فرمایا (بخاری و مسلم)

(۲) عائشہ فرماتی ہیں کہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنے کے لئے اس دن کا انتظار کرتے جس دن کہ آپ میرے ہاں تشریف رکھتے ہوتے (یعنی میری باری کے دن کا انتظار کرتے ہوتے) اور اس سے ان کا منشا محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی بیویوں کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت میں عائشہؓ حفصہؓ صفیہؓ اور سودہؓ تھیں اور دوسری جماعت میں ام سلمہؓ اور باقی ازواج تھیں۔ ایک دفعہ ام سلمہؓ والی جماعت نے ان کی معرفت حضورؐ سے کہلوایا۔ کہ جو شخص ہدیہ پیش کرنا چاہے وہ کرے خواہ حضورؐ کسی بیوی کے پاس ہی تشریف فرما ہوں۔ جب حضورؐ نے سنا تو فرمایا کہ تم مجھ کو عائشہؓ کے معاملے میں اذیت نہ دو۔ اس لئے کہ میرے پاس کسی بیوی کے لحاف یا چادر میں وحی نہیں آئی سوائے عائشہ کے۔

حضرت ام سلمہؓ نے یہ سن کر کہا یا رسول اللہ میں آپ کو اذیت دینے سے توبہ کرتی ہوں۔ پھر حضرت ام سلمہؓ کی جماعت نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے ذریعہ اپنی اس خواہش کو دوبارہ حضورؐ تک پہنچایا حضورؐ نے ان سے فرمایا! بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ فاطمہ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو تم عائشہ سے محبت کرو۔ (بخاری و مسلم)

علم و فضل:۔ علمی حیثیت سے حضرت عائشہؓ کو جملہ مستورات قرن اولیٰ۔ امہات المومنین اور اکثر صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی صرف گنتی کے صحابہؓ ایسے ہیں جو جناب عائشہ سے علمی برتری کا دعویٰ رکھتے ہوں۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ہم کو کبھی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی جس کا سوال ہم نے جناب صدیقہؓ سے کیا ہو۔ اور ہمیں جواب نہ ملا ہو۔

امام زہریؒ بہت بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے معلومات حاصل کرتے تھے۔ انہی کی ایک اور شہادت ہے کہ اگر تمام مردوں اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جاوے تو حضرت عائشہؓ کا علم بیش تر ہوگا۔

مجتہدین صحابہؓ میں سے حضرت عائشہ ایک خاص مقام کی مالک ہیں اور اولین زمانہ کے بڑے بڑے فقیہ صحابہؓ مثلاً حضرت عمرؓ حضرت علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عباسؓ کے اسمائے گرامی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا نام بڑی بے تکلفی کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ کی خلافتوں کے وقت فتوے دیتی تھیں۔ اکابر اصحابہؓ پر حضرت عائشہؓ نے دقیق اعتراضات کئے ہیں جن کو علامہ سیوطیؒ نے ایک رسالہ کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔

حضرت عائشہ ان صحابہؓ میں شامل ہیں جنہوں نے کثیر تعداد میں احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے کل ۲۲۱۰ حدیثیں منقول ہیں۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک چوتھائی جناب عائشہ سے نقل کیا گیا ہے۔

حضورؐ کے بعد جناب عائشہؓ نے علم دین کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ ان کے تلامذہ کی تعداد کتب سیرت میں تقریباً ۲۰۰ بتائی گئی ہے۔ جن میں تابعین کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ تک شامل ہوتے تھے۔ بچے مستورات اور وہ مرد جن سے پردہ نہ تھا۔ دوران مجلس نزدیک آ کے بیٹھے ہوتے اور غیر محرم پردہ کے باہر بیٹھ کر ہی حاصل کرتے۔ مختلف قسم کے سوالات کئے جاتے اور وہ جواب دیتی تھیں۔ کئی مرتبہ کسی سوال کو یا سائل کو دوسرے صحابی یا امیر المومنینؓ کے پاس برائے جواب بھیج دیتی تھیں۔ جب حج کے لئے تشریف لے جاتیں تو کوہ حرا کے قریب خیمہ زن ہوتیں۔ یا پھر خانہ کعبہ میں چاہ زمزم کے پاس پردہ ڈال کر تشریف فرما ہوتیں اور فتوے طلب کرنے والوں کا ہجوم لگ جاتا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے کہ مفتیہ تو اپنے والد اقدسؓ کے زمانے ہی سے بن چکی تھیں۔ اور یہ سلسلہ خلافت راشدہ میں چلتا رہا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ان کا قاصد دمشق سے پہنچا اور وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا اور مسکن امیر المومنینؓ کے باہر کھڑا ہوتا اور جواب پاکر قصر امارت میں واپس چلا جاتا۔ اکثر لوگ مکاتیب سے فتاویٰ دریافت کرتے۔ عائشہ بنت طلحہؓ جو ان کی شاگرد خاص تھیں ان کا بیان ہے کہ لوگ مجھے دور دور کے شہروں سے خطوط لکھتے تھے اور ہدایا بھیجتے تھے میں عرض کرتی۔ اے خالہ جان! یہ فلاں شخص کا خط اور اس کا ہدیہ ہے فرما دیتی تھیں۔ اے بیٹی (دیو) جواب لکھ دو اور ہدیہ کا بدلہ دے دو۔

علم کلام کے متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔ چنانچہ رویت باری علم غیب عصمت انبیاء معراج ترتیب خلافت اور سماع موتیٰ وغیرہ کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ان میں ان کی طبیعتاری خاص و عام کے نزدیک مسلمہ ہے۔

(باقی آئندہ)

بچوں کا صفحہ

ہمدردی اور ایثار

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری۔ لاہور

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ایک بڑی صفت یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل میں عام انسانوں سے بہت زیادہ ہمدردی اور ایثار ہوتا ہے۔ وہ ضرورت کے وقت ہمیشہ دوسرے کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ کے بندوں سے محبت تھی اُس کا تو کیا ہی کہنا۔ ان کے سچے پیرکاروں میں ہمدردی کے وہ جذبات پائے جاتے تھے کہ آج دُنیا سُنے تو دنگ رہ جائے۔ ان کے ایثار اور ہمدردی کی تعریف اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں بیان فرمائی ہے۔

ہم ان کے کچھ واقعات تمہیں اس لئے سُنا رہے ہیں کہ تمہیں احساس ہو کہ وہ بُزرگ دوسروں کے لئے کتنی بڑی قربانی کر سکتے تھے اور تم اُن کی مثالوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہو سکو۔ تم میں بھی ہمدردی اور ایثار کے وُہ جذبات پیدا ہو جائیں جن کا اسلام تم سے مطالبہ کرتا ہے۔

ایک صحابی حضُور کے پاس حاضر ہوئے۔ جو بھوک اور پریشانی کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے اپنی ازواج سے کچھ بھجوانے کو کہا۔ لیکن کچھ نہ ملا۔ آپؐ نے دوسرے صحابہؓ سے پوچھا کہ کوئی ہے جو ان کو بطور مہمان اپنے گھر میں رکھے۔ ایک انصاری انھیں اپنے گھر لے گئے۔ اور اپنے بچّوں کو بھوکا سُلا دیا۔ میاں بیوی فاقے سے رہے۔ لیکن مہمان کو کھانا کھلا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ان الفاظ میں تعریف فرمائی "اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو"

اسی طرح ایک صحابیؓ کے پاس روزے کی افطاری کے لئے کچھ نہ تھا۔ دوسرے صحابی کو پتہ چل گیا۔ وہ انھیں مہمان بنا کر لے گئے۔ بیوی سے کہا کہ چراغ درست کرنے کی غرض سے بجھا دینا اور اندھیرے میں ایسا ظاہر کرنا کہ جیسے کھانا کھا رہی ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دوسرے دن حضورؐ نے میزبان صحابیؓ کو خوشخبری سنائی کہ اللہ میاں تمہاری مہمان نوازی پر بے حد خوش ہوئے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدّیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی قربانیاں تو مشہور ہی ہیں کہ اگر فاروق اعظمؓ اپنے گھر کا نصف اثاثہ لے آتے ہیں تو سیّدنا ابوبکر صدیقؓ اپنے اہل وعیال کے لئے صرف اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام چھوڑ کر آتے ہیں۔

اسی طرح ایک جنگ کے موقع پر ایک صحابی سخت زخمی حالت میں پڑے تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص پانی لے کر گیا۔ انھیں اس حالت میں بھی ہمدردی اور ایثار یاد تھا۔ اس لئے انہوں نے دوسرے زخمی صحابی کی طرف اشارہ کر دیا۔ انہوں نے بھی نہ پیا۔ اور تیسرے کی طرف اشارہ کیا اور تیسرے صحابی نے پھر پہلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس وقت پانی کے مستحق وُہ ہیں۔ جب اُن کی طرف پیالہ بڑھایا گیا تو وہ جان بحق ہو چکے تھے دوسرے کے پاس لے جایا گیا وہ بھی وصال پا چکے تھے۔ اور اسی طرح تیسرے بزرگ بھی پانی پیئے بغیر ہی جام شہادت نوش فرما گئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفّار نے جنگ احد میں بُری طرح شہید کیا تھا۔ جب اُن کی ہمشیرہ حضرت صفیہؓ اُن کے لئے کفن کی دو چادریں لے کر آئیں تو اطلاع ملی کہ ان کے پاس ایک اور انصاری شہید پڑے ہیں۔ جن کے کفن کے لئے ایک بھی چادر میسّر نہیں۔ حضرت صفیہؓ نے ایک چادر سے اُن کو کفن دیا اور ایک چادر بھائی کے لئے استعمال کی۔ حضرت حمزہؓ کے لئے اتنی چھوٹی تھی کہ لواحقین سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں برہنہ ہو جاتے تھے۔ اور پاؤں پر چادر رکھتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو۔

عزیزو! ان پیارے بزرگوں کے کچھ واقعات ہم آئندہ اشاعت میں تمہیں سنائیں گے۔ ان میں سراسر سبق ہی سبق ہیں۔ ان کو ہم سامنے رکھ کر اپنا جائزہ لے سکتے ہیں۔ کہ ہمارے دلوں میں دوسروں کے لئے کتنی ہمدردی موجود ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمارے دل میں ہمدردی نہیں تو ضرورت ہے کہ جلد از جلد اسے پیدا کیا جائے۔ تاکہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان کہلا سکیں۔ (باقی)

رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۲۰۴۷

ہفتہ وار خبریں

ایڈیٹر:- عبدالمنان چوہان

بدل اشتراک

سالانہ ——— گیارہ روپے
ششماہی ——— چھ روپے
فی پرچہ ——— ۴ آنے

—— کراچی ۴ مارچ - دستور ساز اسمبلی کے ارکان نے گورنر جنرل سکندر مرزا کو متفقہ طور پر جمہوریہ پاکستان کا آئندہ صدر چن لیا ہے - ان کے مقابلہ میں کوئی دوسرا نام تجویز نہیں ہوا ۔

—— کراچی ۴ مارچ - سعودی عرب میں پاکستان کے آئندہ آئین کا خیر مقدم کیا گیا - اور خیال ظاہر کیا گیا کہ یہ آئین پاکستانیوں کا اخلاقی معیار بلند کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا - کل مسجد نبوی میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا ! جس میں آئین پر مبارکباد دی گئی - اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لئے دعا بھی کی گئی ۔

—— کراچی ۴ مارچ - ہونے والے سیٹو کے اجلاس میں پاکستانی وفد اس کی تنظیم کو مضبوط بنانے کی ہر معقول تجویز کا خیر مقدم کرے گا - وہ مغربی طاقتوں کی سرد مہری کا بھی گلہ کرے گا ۔

—— کراچی ۵ مارچ - برطانوی وزیر خارجہ مسٹر لائڈ نے کہا ہے - کہ سیٹو کونسل میں کشمیر پر بحث نہیں ہونی چاہیئے - ان کا خیال ہے کہ دو ممالک براہ راست اس مسئلے کو حل کریں - البتہ پاکستان اس بات پر مصر ہے کہ کشمیر اور پختونستان کا مسئلہ ضرور زیر بحث آنا چاہیئے ۔

—— کراچی ۱۱ مارچ - پاکستان میں پنجسالہ ترقیاتی منصوبہ کے نصف اخراجات امریکہ برداشت کرے گا اسلحہ اور جٹ طیارے بھیجنے کی رفتار تیز کر دی جائے گی ۔

—— کراچی ۱۱ مارچ - وزیر اعظم پاکستان نے مطالبہ کیا ہے - کہ کشمیر اور پختونستان کے مسائل پر ضرور غور کیا جائے - انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کسی ملک کے خلاف جارحانہ اقدام نہیں کرے گا ۔

—— راولپنڈی ۱۱ مارچ مشہور کشمیری لیڈر سردار ابراہیم خاں نے اعلان کیا ہے - کہ اگر سیٹو کونسل نے مسئلہ کشمیر کو نظر انداز کیا - تو پاکستان کی رائے عامہ تمام علاقائی معاہدات، سیٹو اور بغداد پیکٹ کے خلاف ہو جائے گی ۔

—— کراچی ۸ مارچ - معلوم ہوا ہے - کہ امریکہ نے آج پاکستان کو بھاری فوجی امداد کا یقین دلایا ہے - تاکہ پاکستان اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کر سکے ۔

—— کراچی ۸ مارچ - آج یہاں سیٹو کونسل کا اجلاس ختم ہو گیا - کونسل کے مشترکہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادیں بدستور قائم اور نافذ ہیں - اعلان میں کہا گیا ہے - کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی وساطت سے یا براہ راست جلد طے ہونا چاہیئے ۔

—— کراچی ۸ مارچ - پاکستان کا یوم جمہوریہ ۲۳ مارچ کو پورے تزک و احتشام سے منایا جائے گا - مرکزی حکومت نے اس سلسلہ میں صوبائی حکومتوں کو خاص ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

—— نئی دہلی ۴ مارچ - مغربی بنگال اور بہار کے مجوزہ انضمام کے خلاف ۲۴ فروری کو کلکتہ میں سول نافرمانی کی جو تحریک شروع کی گئی تھی - اب وہ سارے مغربی بنگال میں پھیل رہی ہے ۔

—— قاہرہ ۴ مارچ - مصر، سعودی عرب، شام اور شرق اردن کے سربراہوں کی کانفرنس میں اعلان کیا گیا - کہ اگر اردن کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی ہوئی - تو اسے سارے عالم اسلام کے خلاف جارحانہ اقدام سمجھا جائے گا ۔

—— لندن ۵ مارچ - وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایڈن نے اعلان کیا ہے کہ گلب پاشا کی برطرفی کے بعد خیال ہے - کہ تمام برطانوی افسر اردن سے بلا لئے جائیں گے ۔

—— نئی دہلی ۶ مارچ - پاکستان ہندوستان اور عالمی بنک کے نمائندوں کے درمیان جو نہری تنازعہ کے متعلق مذاکرات جاری ہیں - وہ امید ہے کہ اس ماہ کے اختتام تک مکمل ہو جائیں گے ۔

—— رباط ۸ مارچ - مراکش کے سلطان سیدی بن محمد یوسف نے کل رات ایک نشری تقریر میں کہا - کہ وہ ہسپانوی مراکش پر اپنا پرانا اختیار منوانے کے لئے اقوام متحدہ کی امداد پر بھروسہ رکھتے ہیں ۔

—— لاہور ۹ مارچ - آسٹریلیا کے وزیر خارجہ نے آج یہاں اعلان کیا کہ سیٹو کے وجود کا مقصد محض دفاعی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونا ہے - ہمیں جارحانہ کارروائی کا تصور تک نہیں ۔

لاہور - ۱۰ مارچ - آج بعد دوپہر یہاں زلزلے کا شدید جھٹکا محسوس کیا گیا ۔

—— کیمبلپور - ۱۰ مارچ - پاکستان کلیمز کمشنر نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان مہاجرین کے دعاوی کے تصفیہ کے سلسلے میں اپنے کام کی رفتار تیز کرنے کی اہمیت پوری طرح محسوس کرتی ہے - تاکہ مہاجر اور غیر مہاجر کی تفریق ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے ۔

—— ڈھاکہ - ۱۱ مارچ - پاکستان کے وزیر خارجہ نے آج یہاں انکشاف کیا کہ پاکستان بھارت سے اس کے اس رویے کے خلاف سخت سے سخت الفاظ میں احتجاج کرے گا

—— کراچی - ۱۱ مارچ - مقامی سیاسی حلقے مرکزی اور مغربی پاکستان کی وزارتوں میں عنقریب اہم رد و بدل کی توقع کر رہے ہیں ۔

—— مکہ معظمہ - ۹ مارچ - مسجد نبوی میں توسیع کا کام جاری ہے - اس مقصد کے لئے متعدد عمارتیں گرائی جا چکی ہیں - ان عمارتوں کے مالکوں کو اکاون لاکھ ترپن ہزار آٹھ سو چالیس ریال معاوضہ دیا جا چکا ہے ۔

—— نئی دہلی - ۹ مارچ - افغان سفارت خانے نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان سے افغانستان کے علاقائی تنازعہ کے سلسلے میں سیٹو کا فیصلہ بے کار سمجھا جائے گا ۔

—— نئی دہلی - ۹ مارچ - آج بھارتی وزارت کے ترجمان نے کشمیر کے متعلق سیٹو کونسل کے فیصلے پر تبصرہ سے انکار کیا - ترجمان نے کہا کہ اگر وزیر اعظم بھارت نے ضرورت سمجھی تو وہ اس فیصلہ پر تبصرہ کریں گے ۔

—— نئی دہلی - ۱۰ مارچ - امریکی وزیر خارجہ نے بھارت کو یقین دلایا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کو جو اسلحہ مہیا کیا ہے - وہ بھارت کے خلاف ہرگز استعمال نہیں ہوگا ۔

—— نئی دہلی - ۱۰ مارچ - موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سیٹو کے اجلاس کراچی میں کشمیر کے زیر بحث لانے کے خلاف بھارت نے سیٹو کی طاقتوں سے احتجاج کیا - لیکن خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ احتجاج نہیں کیا بلکہ ان کو اپنے نظریات سے آگاہ کیا گیا ہے

حضرت مولانا احمد علی صاحب

۲۸ مارچ تک لاہور سے باہر تشریف فرما رہیں گے - صرف ۱۸ اور ۲۲ مارچ کو لاہور میں قیام فرمائیں گے - باہر سے تشریف لانے والے ملاقاتی حضرات نوٹ فرمالیں - تاکہ ان کو زحمت سفر نہ اٹھانی پڑے ۔

(مدیر)

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا - اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور دروازہ شیرانوالہ سے شائع ہوا